لکچر

سید محمد محمود اسکوئر بیرسٹر ایٹ لا

لیٹ آنریری جنرل سکرٹری محمدن اینگلو اورینٹل کالج علیگڈھ

در باب

اشاعت و موجودہ حالت اعلیٰ تعلیم انگریزی کی مسلمانون مین بعہد انگریزی

سو برس کے گزشتہ زمانہ مین

یعنی

من ابتدای ۱۷۹۳ء لغایت ۱۸۹۳ء

جو انہون نے

اجلاس ہشتم محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

منعقدہ

۲۸ دسمبر ۱۸۹۳ء مین بمقام علی گڈہ دیا

معہ

نقشہ ہا و ڈای گرام ہا در باب مناسبت تعلیم ہندؤن اور مسلمانون کے بلحاظ آبادی و بلحاظ تعلیم یونیورسٹی

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

۱۸۹۴ء

فہرست مضامین

مضمون	دفعہ	صفحہ
موضوع لکچر ہذا	۱	۲
ترتیب مضامین	۲	"
مختصر تمہیدی واقعات تاریخی	۳	۴
ابتداے عہدی ایسٹ انڈیا کمپنی دربارہ تعلیم ۱۷۸۱ء لغایت ۱۷۹۱ء	۴	۵
رسالہ جو مسٹر چارلس گرانٹ صاحب نے دربارہ حالات رعایاے ہندوستان ۱۷۹۲ء میں لکھا اور ۱۷۹۷ء میں کورٹ آف ڈائرکٹرز کے سامنے پیش کیا	۵	۶
راے مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ خصائل مسلمانان ہند	۶	۸
راے مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ عملداری مسلمانان ہند	۷	"
راے مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ اخلاق مسلمانان ہند	۸	۹
راے مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ اخلاقی حالات جملہ باشندگان ہندوستان	۹	"
نظر سرسری مسٹر چارلس گرانٹ کی راے پر	۱۰	۱۰
راے مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ تدابیر اصلاح حالت ساکنان ہندوستان	۱۱	۱۱
عبارت مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ علاج جہل	۱۲	"

مضمون	نمبر	صفحہ
عبارت مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ اشاعت تعلیم کہ کس زبان مین ہوسکتی ہے	۱۳	۱۲
عبارت مسٹر چارلس گرانٹ کہ ابتداءً بذریعہ زبان ہندوستان تعلیم دینی چاہئیے	۱۴	″
عبارت مسٹر چارلس گرانٹ کہ بتدریج انگریزی زبان سکھائی جاوے	۱۵	۱۳
ایضاً	۱۶	″
عبارت مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ اسکے کہ انگریزی پڑہانے سے ہندوستانیون سے میل جول ہوگا	۱۷	۱۴
راے مسٹر چارلس گرانٹ کہ جس طرح پر مسلمانون نے فارسی جاری کی تھی اُسی طریق پر برٹش گورنمنٹ کو انگریزی جاری کرنی چاہئیے	۱۸	۱۵
عبارت مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ اس امر کے کہ برٹش گورنمنٹ کو انگریزی سکھانے کے لیے مدارس قائم کرنے چاہئین	۱۹	۱۶
عبارت مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ فوائد اخلاقی کے جو تعلیم انگریزی سے ہونگے	۲۰	۱۷
پارلیمنٹ نے سنہ ۱۸۱۳ع مین اول دفعہ ہندوستانیونکی تعلیم کی نسبت قانون پاس کیا اور اُسکا اثر بلحاظ چٹھیات کورٹ آف ڈائرکٹرز مورخہ ۶ ستمبر سنہ ۱۸۱۳ع و ۳ جون سنہ ۱۸۱۴ع	۲۱	۱۸
عدم توجہی گورنمنٹ آف انڈیا دربارہ چٹھیات مذکورہ بالا	۲۲	۱۹
انعقاد جنرل کمیٹی تعلیم بذریعہ رزولیوشن گورنر جنرل مورخہ ۱۷ جون سنہ ۱۸۲۳ع	۲۳	۲۰

مضمون	دفعه	صفحه
قائم ہونا سنسکرت کالج کا ہندوؤن کو سنسکرت پڑہانے کے لیے اور ہندؤن کی اظہار راے کہ ہم انگریزی علوم سیکھنے چاہتے ہین	۲۴	۲۱
ریپورٹ گورنر جنرل مورخہ ۲۷ جنوری ۱۸۳۶ء دربارہ مختلف کالجون کے جو اوسوقت تک آگرہ و دہلی و بنارس اور کلکتہ مین قائم ہو چکے تھے	۲۵	۲۲
ریپورٹ کمیٹی تعلیم مورخہ دسمبر ۱۸۳۱ء بابت اپنی آٹھ برس کی کارروائی سابق کے	۲۶	۲۳
راے کمیٹی تعلیم ۱۸۳۱ء مین	۲۷	″
مباحثہ و مخالفت باہمی درمیان ممبران کمیٹی تعلیم ۱۸۳۲ء لغایت ۱۸۳۵ء دربارہ اس امر کے کہ تعلیم علوم مشرقی کی ہو یا علوم انگریزی کی	۲۸	۲۷
لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل نے بہ ترغیب باتفاق راے لارڈ مکالے کے بذریعہ رزولیوشن ۷ مارچ ۱۸۳۵ء یہ تصفیہ کیا کہ اصل مقصد تعلیم کا اشاعت علوم انگریزی ہے اور مشرقی علوم بیکار	۲۹	۲۹
اثر تصفیہ رزولیوشن گورنمنٹ مورخہ ۷ مارچ ۱۸۳۵ء	۳۰	۳۰
اظہار مسٹر ولسن دربارہ عرضی مسلمانان ۱۸۳۵ء	″	۳۱
مسلمانون نے اشاعت تعلیم انگریزی کی مخالفت کی اور ہندوون نے بخلاف اسکے انگریزی علوم کے حاصل کرنیکی خواہش ظاہر کی اور اُسکے وجوہات قابلیت اہل ہنود علوم فارسی مین	۳۱	″
مسلمانون کی غفلت دربارہ تحصیل علوم و فنون اور اقتضاے زمانہ	۳۲	۳۶

مضمون	دفعہ	صفحہ
تحقیقات جو پارلیمنٹ نے ۱۸۵۳ء مین ہندوستانکی تعلیم کے بارہ مین کی اور اُسمین عرضداشت مسٹر کیمرن مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۵۲ء مشعر صلاح انعقاد یونیورسٹی ہای ہندوستان	۳۳	۳۷
عبارت عرضداشت مسٹر کیمرن مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۵۲ء	۳۴	۳۸
مقاصد عرضداشت مسٹر کیمرن	۳۵	۳۹
سر چارلس وڈ کا ڈسپیچ بابت تعلیم مورخہ ۱۹ جولائی ۱۸۵۴ء بنام گورنمنٹ آف انڈیا کہ جو بنیاد محکمہ تعلیم اور مصلحت ملکی ہے	۳۶	״
مضمون ڈسپیچ ۱۹ جولائی ۱۸۵۴ء جس سے تعلیم کی پالسی گورنمنٹ ظاہر ہوتی ہے	۳۷	۴۱
تدابیر مملکت ڈسپیچ مذکور	۳۸	۴۲
فقرات ڈسپیچ ۱۸۵۴ء دربارہ مقاصد گورنمنٹ متعلق اشاعت تعلیم	۳۹	״
انعقاد جداگانہ محکمجات تعلیم مختلف صوبجات ہندوستان مین جو حسب ڈسپیچ مذکورہ بالا قائم ہوے اُنکا مسلمانونکی تعلیم پر بے اثر ہونے کے وجوہات	۴۰	۴۳
تعلیمی و تمدنی حالت مسلمانون کی قریب ایام غدر ۱۸۵۷ء	۴۱	۴۵
مسلمانونکی خراب حالت باعتبار تمدن و معاشرت و علم جو بوجہ تاریخی واقعات ماضیہ کے ہو گئی تھی	۴۲	۴۶
پژمردہ دلی اور بے ہمتی مسلمانونکی بوجہ افلاس و حوادث روزگار اور اُنکا اپنی اولاد کی تعلیم کی طرف سے لاپروا ہونا	۴۳	۵۰
تباہی مسلمانونکی حالت کی بوجہ مصائب غدر ۱۸۵۷ء	۴۴	۵۱

مضمون	دفعه	صفحه
مسلمانون کا اپنی اولاد کو تعلیم انگریزی نہ دے سکنا بوجہ افلاس کے	۴۵	۵۲
قدیم حالت مسلمان مصنفین کی حسب راے ڈاکٹر اسپرنگر	۴۶	۵۳
یونیورسٹیون کی تعلیم سے مسلمان کہانتک مستفید ہوے	۴۷	״
عبارت ایڈریس ٹرسٹیان مدرسة العلوم علیگڈھ جو سر چارلس کراسویٹ لفٹنٹ گورنر شمالی مغربی اضلاع واودھ کو دی گئی	۴۸	۵۴
عبارت ایضاً جو تدابیر مسلمانون نے اپنی انگریزی تعلیم کے لیے کین	۴۹	۵۵
آغاز تدابیر تعلیم انگریزی جو مسلمانون نے ۱۸۵۹ء مین شروع کین	۵۰	۵۶
انعقاد کمیٹی بغرض اشاعت و ترقی علم درمیان مسلمانان ہند جو ۱۸۶۴ء مین بمقام بنارس ہوئی اور اُنکی کارروائی اور راے	۵۱	۵۷
حقیقی ابتدا کوششون کی واسطے اشاعت تعلیم انگریزی کے مسلمانون مین ۱۸۷۰ء اور سعی جو سر سید احمد خان اور نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخان بہادر نے ملک کی بذریعہ تحریرات تہذیب الاخلاق .	۵۲	۵۹
مسلمانون کی تعلیمی کمیٹی ۱۸۷۰ء پر گورنمنٹ کی توجہ اور رزولیوشن گورنمنٹ مورخہ ۷ اگست ۱۸۷۱ء	۵۳	۶۵
رپورٹ گورنمنٹ ہاے مختلف ممالک و رزولیوشن گورنمنٹ ۱۸۷۳ء دربارہ تعلیم مسلمانان و ایجوکیشن کمیشن ۱۸۸۲ء و خاص رزولیوشن گورنمنٹ ۱۸۸۵ء خاص دربارہ تعلیم مسلمانان	۵۴	۶۸
عبارت رزولیوشن گورنمنٹ آف انڈیا مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۸۵ء دربارہ تعلیم مسلمانان بطبق رپورٹ ایجوکیشن کمیشن	۵۵	۶۹

مضمون	دفعہ	صفحہ
عبارت رزولیوشن مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۸۵ء جسمین آخری تصفیہ پالیسی گورنمنٹ کی دربارۂ تعلیم مسلمانان مندرج ہے	۵۶	۷۰
شکریہ گورنمنٹ	۵۷	۷۱
منعقد ہونا یونیورسٹی ہاے ہندوستان کا	۵۸	″
مردم شماری ہندوستان اور تعداد ہندو اور مسلمانون کی	۵۹	۷۳
بابت غلط فہمی جو مباحث تعلیمی مین ہندو اور مسلمانونکی آبادی کی نسبت باہمی کے بارہ مین ہوتی ہے	۶۰	۷۵
تعداد اور نسبت باہمی جو ہندو اور مسلمانونکی آبادی کو مباحث تعلیم مین زیر نظر رکھنا چاہیے	۶۱	۷۶
صوبہ وار تقسیم اور تعداد آبادی ہندو و مسلمانان ہندوستان	۶۲	۷۹
تقسیم و تعداد ہندو و مسلمان آبادی ہندوستان باعتبار احاطہ مختلف یونیورسٹی ہاے ہندوستان	۶۳	۸۰
تعلیمی معاملات مین سب سے زیادہ صحیح نتائج علم الاعداد یعنی حساب سے ماخوذ ہوتے ہین ..	۶۴	۸۱
نقشجات مرتبہ متعلق تعداد ڈگری یافتگان یونیورسٹی ہاے ہند	۶۵	۸۴
ڈائگرام مرتبہ جنسی نسبتی ترقی اعلی تعلیم انگریزی کی مابین ہندو و مسلمانان کے واضح معلوم ہوتی ہے	۶۶	۸۶
نتائج نقشجات ماسبق بطور گوشوارہ	۶۷	۸۸
بیان نتائج کیفیت جو پہلے گوشوارہ سے ماخوذ ہوتی ہے	۶۸	۹۱
بیان نتائج و کیفیت جو دوسرے گوشوارہ سے ماخوذ ہوتی ہے	۶۹	۹۲
بیان گوشوارہ سوم جو قابل غور ہے	۷۰	۹۳
دیگر دو گوشوارہ جات جنسی نسبت مطلوبہ تعداد مسلمان ڈگری یافتگان باعتبار مناسبت آبادی معلوم ہوتی ہے	۷۱	۹۵
معذرت در التجا اس امر کی کہ تعداد جو نقشجات اور گوشوارہ جات سے معلوم ہوتی ہے اُس سے نتائج ظاہر ہوتے ہین اُن پر غور و تعمق کیا جاوے	۷۲	۹۷
خاتمہ لکچر	۷۳	۹۸

تمت

لکچر

سید محمد محمود اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا

یعنی آنریری جنٹ سکرٹری محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علی گڈہ

درباب

اشاعت و موجودہ حالت اعلی تعلیم انگریزی کی مسلمانون مین بعہد انگریزی

سو برس کے گزشتہ زمانہ مین

یعنی

من ابتداے سنہ ۱۷۹۳ء لغایہ ۱۸۹۳ء

جو انہون نے

اجلاس ہشتم محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

منعقدہ

۲۸ - دسمبر ۱۸۹۳ء مین بمقام علیگڈہ دیا

معہ

نقشہ ہاو ڈائگرام ہا درباب مناسبت تعلیم ہندوؤن اور مسلمانون کے بلحاظ آبادی و بلحاظ تعلیم یونیورسٹی

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکچر سید محمد محمود اسکوئیر بیرسٹر ایٹ لا

درباب

اشاعت و موجودہ حالت اعلی تعلیم انگریزی کی مسلمانون مین بعہد انگریزی

سو برس کے گزشتہ زمانہ مین

یعنی من ابتداے سنہ ۱۷۹۳ع لغایت سنہ ۱۸۹۳ع

جناب صدر انجمن و دیگر صاحبان ممبران محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

موضوع لکچر ہذا

اے صاحبو- جس مضمون پر کہ مین لکچر دینا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ کہ ابتداے سلطنت انگریزی سے زمانہ حال تک مسلمانون کا نسبت تحصیل علوم و فنون انگریزی کے کیا حال رہا ہے اور اوسکا کیا اثر مسلمانون پر پہونچا ہے اور آئندہ اُس سے کیا توقع کرنی چاہیے

ترتیب مضامین

۲- آپ صاحبون کو ایک نظر مین یہ بات معلوم ہوگئی ہوگی کہ سب سے مقدم اور سب سے بڑا حصہ اس لکچر کا تاریخانہ حال ابتداے تعلیم انگریزی کا ہے کہ اوسکا آغاز کیونکر

ہوا اور کن مقاصد اور کن اصولون کے موافق اُسنے رفتہ رفتہ ترقی پائی اور پھر جبکہ گورنمنٹ نے تعلیم انگریزی کو ایک مستقل صیغہ اپنی سلطنت اور انتظام مملکت کا گردانا تو اُسکا کیا اثر ہوا اور موجودہ حالت اعلیٰ تعلیم انگریزی کی مسلمانان ہندوستان مین کیسی ہے اور اُس سے کیا توقع رکھنی چاہیے اس مضمون کو صاف طور پر بیان کرنے کے لیے مین نے اس لکچر کے مضامین کی ترتیب حسب ذیل لکھی ہے۔

اوّل - احوال عملداری ایسٹ انڈیا کمپنی با عدم تعلیم تا ۱۷۸۱ء جبکہ سب سے اوّل کالج یعنی کلکتہ مدرسہ قائم ہوا

دوم - ابتدائے خیال تعلیم انگریزی بحوالہ تمنٹ مسٹر چارلس گرانٹ مورخہ ۱۷۹۲ء جس سے مفصل پالسی تعلیم کی تجویز پیش ہوئی -

سوم - احوال تعلیم ۱۷۸۱ء لغایت ۱۸۱۳ء جبکہ ایکٹ آف پارلیمنٹ نے تعلیم پر روپیہ صرف کرنے کا ایسٹ انڈیا کمپنی کو حکم دیا -

چہارم - احوال تعلیم ۱۸۱۳ء لغایت ۱۸۳۴ء

پنجم - ۱۸۳۴ء و ۱۸۳۵ء مین دربارہ تعلیم اورنٹیل اور انگریزی کے کیا مباحثہ رہا اور لارڈ مکالے کے آنے سے ۱۸۳۵ء مین کیا فیصلہ ہوا -

ششم حالت تعلیم انگریزی کی ۱۸۳۵ء سے لغایت ۱۸۵۴ء جبکہ ڈسپیچ سر چارلس وڈ کا لکھا گیا بلکہ تا ایام غدر ۱۸۵۷ء اور اسی حصہ مین جو مباحثہ پارلیمنٹ مین ۱۸۵۳ء مین ہوا ہے وہ کیا تھا اور اُسکا کیا نتیجہ ہوا

ہفتم۔ قیام یونیورسٹی ہاے کلکتہ و مدراس و بمبئی اور اُسکی طرز تعلیم اور اُسکا اثر مسلمانون پر بمقابلہ ہندوؤن کے تاحال کیا ہوا من ابتداے قیام یونیورسٹی ہاے ہند ۱۸۵۷ع لغایت سنہ حال۔

تمہیدی واقعات تاریخی

۳۔ مضامین مفصلہ بالا کی بحث سے پہلے نہایت مختصر طور پر چند تاریخین بیان کرنی ضروری ہین کہ جنکے اعتبار سے اس لکچر کا مضمون زیادہ واضح ہوگا انگریزی مؤرخین اس امر پر متفق ہوگیے ہین کہ ہندوستان مین ابتداے سلطنت انگریزی یعنی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی ۲۳۔ جون ۱۷۵۷ء سے شمار ہونی چاہیے کہ اُس دن بمقام پلاسی ملک بنگال لارڈ کلایو نے سراج الدولہ کو جو مغلیہ سلطنت کی طرف سے اُس زمانہ مین ممالک بنگال کا صوبہ دار تھا شکست دی اور بجاے اُسکے میر جعفر کو صوبہ داری کی مسند پر بٹھایا اور اُسنے بجلدوے خدمات ایسٹ انڈیا کمپنی کو چوبیس پرگنے جو کہ گرد شہر کلکتے کے ہین عطا کیے کہ اس عطیہ کی متعاقب منظوری شاہ عالم بادشاہ دہلی سے حاصل کی۔ دوسری تاریخ جو قابل یاد ہے وہ ۱۲۔ اگست ۱۷۶۵ء ہے کہ جب شاہ عالم بادشاہ دہلی نے اپنے فرمان کے ذریعہ سے سند دیوانی ممالک بنگال و بہار و اڑیسہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی کو عطا کی اور اُسی کے ساتھ جملہ دیگر ممالک جو کہ اُسوقت تک ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ مین مختلف حصص ہندوستان مین آچکے تھے اُنکے بھی قبضہ و حکومت کو بحال کیا۔ اِن معاملات کی حقیقت حال پر بحث کرنا مورخ کا کام ہے اور اِس لکچر کے موضوع سے تو صرف ضمناً متعلق ہے۔ مگر صرف اسقدر اور بیان کرنا ضروری ہے کہ بعد لارڈ کلایو کے جو کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے گورنر مقرر ہوا تھا مسٹر وارن ہیسٹنگز

سنہ ۱۷۷۲ء مین گورنر بنگال پریسیڈنسی کا مقرر ہوا اور سنہ ۱۷۷۴ء سے اوّل گورنر جنرل ہندوستان کا قرار پایا - اور اُس عہدہ پر سنہ ۱۷۸۵ء تک قائم رہا اور اسی نامور شخص کے عہد حکومت مین اندرونی انتظامات ایسٹ انڈیا کمپنی مین نہایت ترقی ہوئی -

ابتداے عملداری ایسٹ انڈیا کمپنی از
تعلیم سنہ ۱۶۰۰ء لغایت سنہ ۱۷۹۱ء

۴- ابتداے عملداری ایسٹ انڈیا کمپنی مین تعلیم کا ترقی دینا گورنمنٹ کا فرض نہین سمجھا گیا - بلکہ اُس زمانہ مین انگلستان مین بھی کل تعلیم قدیم یونیورسٹیون مین اور متفرق قدیم کالجون اور اسکولون مین ہوتی تھی یا ایسی درسگاہون مین جو کہ پادریون نے یا نجی اشخاص نے بطور خود مختلف مقامات مین قائم کر رکھے تھے - وارن ہیسٹنگز نے سب سے اوّل قدم تعلیم کی اشاعت کرنے مین رکھا اور سنہ ۱۷۸۱ء مین کلکتہ مدرسہ اس غرض سے قایم کیا کہ اُسمین مسلمان طالب علم علوم عربی مین تعلیم پاکر جوڈیشل محکمہ یعنی عدالتون کے عہدے پانے کے لائق ہوجاوین - اس لیے کہ اُس زمانہ مین کارروائی عدالت عموماً اور خصوصاً عدالت فوجداری کا عملدرآمد حسب شرع محمدی ہوتا تھا - ایسے ہی اغراض سے سنہ ۱۷۹۱ء مین بنارس مین ایک سنسکرت کالج قائم ہوا کہ جسمین ہندون کے علوم کی تعلیم معہ اُسکے قانونی حصہ دہرم شاستر کے دی جاتی تھی - مگر اِن مدارس کو عام تعلیمی مدارس نہین کہا جاسکتا - اور نہ اُنمین ابتداءً زبان انگریزی پڑہائی جاتی تھی حقیقت یہ ہے کہ اپنی ابتدائی حالت مین ایسٹ انڈیا کمپنی محض ایک تجارون کا گروہ تھا کہ جنکا مقصد

---

† Hunter's Indian Empire 2nd ed. p 473, and Trevelyan On the Education of the People of India p. 1.-

نہ ملک گیری تھا اور نہ اُسکے کارخانون کا انتظام اصول سلطنت پر مبنی تھا - اُنکی صرف اسقدر غرض تھی کہ جسقدر روپیہ تجارت مین لگائے اُسکا منافع واجبی ملے اور اُسکی سرسبزی اور کامیابی صرف یہ سمجھی جاتی تھی کہ اُسکے حصہ دارون کے ساتھہ منافع کی رقم جسقدر زیادہ ہو اُسیقدر بہتر ہے مگر بوجہ اقتضاے روزگار کمپنی کو مجبوراً اُن ہنگامون مین شریک ہونا پڑا جو کہ بوجہ زوال سلطنت مغلیہ کے تمام ہندوستان مین برپا ہوگیے تھے اور بالآخر ایسٹ انڈیا کمپنی سب سے بڑی سلطنت ہندوستان مین ہوگئی کہ جس کو اب ہم برٹش امپائر انڈیا کہتے ہین -

رسالہ جو مسٹر چارلس گرانٹ نے درباره حالات رعایاے ہندوستان سنہ ۱۷۹۲ء مین لکھا اور سنہ ۱۷۹۷ء مین کورٹ آف ڈائرکٹرز کے سامنے پیش کیا -

۵ - معلوم ہوتا ہے کہ ایک معزز خاندانی بزرگ مسٹر چارلس گرانٹ (جنکا بیٹا بھی اسی نام کا تھا اور آخر کو ملقب بہ لارڈ گلنلگ ہوا اور نامور پولیٹیشن گزرا ہے) جنکی پیدایش قریب سنہ ۱۷۴۶ء کے ہوئی اور وفات بعمر ۷۷ سال سنہ ۱۸۲۳ء مین ہوئی ایام جوانی مین ہندوستان مین آیا تھا اور آخر کو ہندوستان سے واپسی کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کی کورٹ آف ڈائرکٹرز کا ایک نامور ممبر ہوا اور بہت سے برسون تک پارلیمنٹ کا ممبر رہا اور اپنی عمر مین بہت کچھ کار خیر مین ساعی رہا تھا اس مسٹر چارلس گرانٹ نے جبکہ کورٹ آف ڈائرکٹرز کا ایک ممبر تھا بوجہ اپنی ذاتی واقفیت ہندوستان کے ایک وسیع رسالہ† بطور یادداشت کے بابت انگریزون کی ہندوستانی رعایا کے

* Printed Parliamentary Papers relating to the affairs of India. General Appendix I Public. (1832).

سنہ ۱۷۹۲ء مین تحریر کیا اور اسکو بعد نظر ثانی کے بذریعہ ایک چٹھی مورخہ ۱۶ اگست سنہ ۱۷۹۷ء خدمت
مین کورٹ آف ڈائرکٹرز کے پیش کیا - یہ رسالہ پارلیمنٹ کی اُن تحقیقات کے کاغذات کے
ساتھ چھپا ہے کہ جو سنہ ۱۸۳۲ء مین ہندوستان کی بابت ہوئی تھی اور اُسکے دیکھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ نہایت عالمانہ اور فلسفیانہ اور مدبرانہ اصولون پر مبنی ہے اور اُسکی غرض بہبودی
رعایاے ہندوستان سے ہے - سب سے اوّل فقرہ اُس رسالہ کا یہ ہے کہ جو عہد کہ اختلاف راے
دربارہ قوم انگلینڈ کے سابق کی کارروائیون کے ہو اس امر پر ہر فریق کے لوگ متفق الراے ہونگے
کہ اب انگریزون کا یہ فرض ہے کہ اپنی ہندوستانی رعایا کے بڑے گروہ کی بہبودی اور
آسایش کے جویان اور طالب ہون اور اُنکی رفاہ مین جد و جہد کرین - اس نامور اور معزز
مدبر سلطنت نے سب سے اوّل بطور تمہید یہ بیان کیا ہے کہ قوم انگلشیہ کو ہندوستان مین ممالک
کس نہج پر حاصل ہوگئے اور ازان بعد احوال ہندوستانی رعایاے انگریزی کا باعتبار
اُنکی عادات و خصائل و اخلاق و تمدن تحریر کیا ہے اور پھر اس امر کی بحث کی ہے کہ اُن حالات
کے وجوہات کیا ہوے اور بالآخر یہ تجاویز پیش کی ہین کہ ہندوستانی رعایا کی بہتری کے لیے
کیا طریقے اختیار کرنے چاہئین - اُسنے اپنے رسالے کے دوسرے باب کے اخیر مین
ہندوؤن کی نسبت راے ظاہر کرنے کے بعد مفصلہ ذیل راے تحریر کی ہے :-

راے مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ خصائل مسلمانان ہند | ۶ - "مسلمانونکی بابت بھی جو کہ ہندوستان مین اپنے

† Grant's state of society in Asia p. 30, Printed Parliamentary Papers relating to the affairs of India General Appendix I Public (1832).–

مفتوح ممالک کے قدیم باشندگان سے ساتھ بکثرت ملے ہوے ہین تھوڑا سا بیان کرنا ضرور ہے - اصل مین تاتاری نسل کے مغرور تند مزاج اور سرکش اپنے مذہبی توہمات کے مفتون جسنے کہ انکے اصلی میلان طبیعت کو قائم رکہا تھا کامیابی سے اور زیادہ مغرور - خونخوار - اور شہوت پرست بن گیے - انکی حکومت اگرچہ خاندان تیمور کے عہد مین کسیقدر اصلاح پذیر ہوگئی تھی مگر یہ بھی یقیناً ایک جابرانہ مطلق العنان حکومت شخصی تھی اور انکے عمال اکثر اوقات سخت ظلم کے بانی ہوتے تھے - ان سب اخلاقی قیود کو توڑکر جو انکے اختیارات کی سدراہ تھین انہون نے اپنے تئین نہایت بری نفس پرستی اور نہایت ظالمانہ بے رحمیون مین ڈالدیا تھا - انمین ہندون کی نسبت فریب زیادہ عام تھا - دغابازی اور غصب کی متواتر مثالین انکی تاریخ مین شاید ہر قوم کی تاریخ سے زیادہ ہین - فن سپاہ گری انکا پیشہ تھا اور فارسی علوم پڑہتے تھے - عرب کے قانون کو جو کہ وحشی اور جاہل قومون کے واسطے بنایا گیا تھا انہون نے رواج دیا اور جیسا کہ مذکورہ بالا مثالون سے معلوم ہوسکتا ہے اس قانون کے برتاؤ مین ان سے سخت بے اعتدالیان ہوتی تھین -

راے مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ عملداری مسلمانان ہند -

۷ - ''ہر ایک دنیاوی پیشہ یہانتک کہ ہر ایک دنیاوی کاروبار کا سلسلہ انکے خیال مین خالص نیکی کے متضاد تھا اور یہی اعتقاد انکا اسوقت تک ہے - تجارت اور مال کے متفرق کام انہون نے زیادہ تر ہندون پر چھوڑ رکھے تھے جنکو وہ حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور توہین کرتے تھے - جہان کہین کہ انکی سلطنت اب تک بھی باقی ہے یہی خصلت جو انکی اصلی طبیعت اور خیالات فاسد کا نتیجہ ہے اور جسپر

حکومت سے اور زیادہ رنگ چڑھا دیا ہے ابھی تک قائم ہے ہمارے صوبجات مین جہان
کہ اُنکا اقتدار زیر و زبر ہو گیا ہے اور جہان کہ اُنمین سے اکثر پستی کی حالت مین ہین یہ خصلت
کم نمایان ہے۔ مگر خواہ وہ کتنا ہی علم اور راستبازی کا دعوے کرین وہ اُسیقدر بد اطوار ہین
جسقدر کہ ہندو۔ بلکہ اُن کی دغابازی اور شہوت پرستی زیادہ دلیر قوم کی دغابازی اور شہوت
پرستی ہے۔

رائے مسٹر چارلس گرانٹ
در بارہ اخلاق مسلمانان ہند

۸- "مسلمانون کی حکومت اور میل جول سے ہندوؤن کی خصلت
مین یقیناً کسی قسم کی اصلاح نہین ہوئی۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ تمام
بُرائیون مین جو پیدا ہو گئی ہین فاتح لوگون کا بھی حصہ ہے۔ مگر صرف وہی اُن بُرائیون کے
بانی نہین ہین اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوؤن کی طبیعت مین جو کہ تعداد مین آٹھ گنے ہین یہ
باتین نہ تھین۔ اور مسلمانون ہی نے اُنکو ہمیشہ کے واسطے قائم کر دیا۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہین کہ
اُنہون نے عوام مین ایک نئی خصلت پیدا کرنے کے بجائے اُسمین اضافہ کر دیا ہے۔
تا این ہمہ مسلمانون اور ہندوؤن کی بُرائیان ایسی ہمجنس ہین کہ اُنکے نتایج کے بیان کرنے مین
اگر ہم دونون قومون کا ایک مجموعی جماعت کے طور سے ذکر کرین تو کچھ بیجا نہ ہوگا کیونکہ وہ دونون
اب ایک ہی تمدن کی جماعت بن گئے ہین۔

رائے مسٹر چارلس گرانٹ در بارہ اخلاقی حالت
جملہ باشندگان ہندوستان

۹- "مختصر یہ ہے کہ ہمکو ماننا پڑتا ہے کہ ہندوستان
کے لوگ ایک نہایت ہی بگڑی ہوئی و رذیل قوم ہین اور
اُنکو اخلاقی فرض کا بہت ہی کم خیال ہے۔ اور حق الامر کی پرواہ نہ کرنے مین بہت ہی سینہ زور

ہین اور اپنے بُرے اور وحشیانہ جذبات کے نہایت ہی محکوم ہین - اور اخلاق کی عام بُرائی
سے جو سوسائٹی پر بد اثر پیدا ہوتے ہین اُنکے پورے نمونے ہین اور ایسے ملک مین جو اپنی
قدرتی خوبیون کی وجہ سے باشندون کی بہبودی کے واسطے نہایت ہی موزون تھا اپنی بد اعمالیون
کی وجہ سے مصیبتون مین گرفتا ہین - مذکورہ بالا بیانات جن سے کہ یہ نتیجہ نکالا گیا ہے ایک ایسا
تکلیف دہ کام تھا کہ بجز اِس یقین کے کہ میری اصلی غرض اُنکے ساتھ نیکی کرنا ہے اور کوئی امر مجھکو
اُسکے لکھنے کی ترغیب نہ دے سکتا تھا - مین خوب سمجھتا ہون کہ انسان مرکب من السہو و الخطا ہے
اور بے ضرورت یا حقارت کی راہ سے کسی فرد یا افراد بشر کے عیوب کو ظاہر کرنا نہایت ہی بُرا جانتا
ہون - اگرچہ مین نے بُرائیان دکھائی ہین - مگر اُس سے میرا مقصد نفرت دلانا نہین بلکہ رحم دلانا
ہے اور ظاہر کرنا ہے کہ جن باتون کو قدرتی اور نہ بدلنے والے اسباب پر محمول کرنا ممکن ہے وہ
دراصل اخلاقی برائیون کے نتیجہ ہین اور اُنکی اصلاح ممکن ہے "

| نظر سرسری مسٹر چارلس گرانٹ کی راے پر |

۱۰- یہ راے بیشک تلخ اور ناگوار گزرتی ہے
مگر جسوقت کہ یہ خیال کیا جاوے کہ ۱۷۹۲ء اور ۱۷۹۷ء کے آس پاس کے زمانہ مین مسلمانون کی
بوجہ اُس جنگ وجدال کے جو کہ اُسوقت جاری تھا کسقدر ابتری اور خرابی پیدا ہوگئی تھی اور اسلامی
سلطنت کی بربادی سے کسقدر علم و ہنر مین تباہی اور مسلمان اشراف خاندانون کی معاش اور
خصائل مین فرق آگیا تھا - اور لٹیرون اور بدمعاشون اور پنڈارون نے زور پکڑ لیا تھا اور درحقیقت
سلطنت کی تباہی کی وجہ سے مسلمانون کی تمدنی حالت نہایت خراب ہوگئی تھی اور فی الواقع اونکا
نظم سوسائٹی درہم برہم ہو کر خستہ اور خراب ہوگیا تھا تو اس قسم کی راے کا تحریر کرنا ایسا بعید از قیاس

نہین معلوم ہوتا - اُس زمانہ کی خرابیون کا بطور نمونہ صرف یہی بیان کرنا کافی ہے کہ سنہ ۱۷۸۸ء مین خاص دار الخلافہ دہلی کا یہ حال تھا کہ بوجہ بدنظمی اور خانہ جنگیون اور طوائف الملوکیون اور غدر کے جو کہ اِن ممالک مین ہر جگہ تھا غلام قادر خان نے خاص قلعہ معلے مین زبردستی داخل ہو کر بادشاہ وقت یعنی شاہ عالم کی آنکھین نکال ڈالین - اور اسی قسم کی بدنظمی قائم رہی جب تک کہ لارڈ لیک نے سنہ ۱۸۰۳ء مین دہلی کو فتح کر کے بادشاہ کی مناسب طور پر حفاظت اور نگہبانی نہ کی -

راے مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ تدابیر اصلاح حالت ساکنان ہندوستان -

۱۱ جو راے مسٹر چارلس گرانٹ نے دربارہ اُن تدابیر کے تحریر کی ہے جن سے اُنکے نزدیک ہندوستانیون کی تمدنی اور اخلاقی اور علمی بہبودی متصور ہے وہ راے اُنھون نے ان الفاظ مین ادا کی ہے† :-

عبارت مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ علاج جہل -

۱۲ "تاریکی کا اصلی علاج اُنمین روشنی پھیلانا ہے - ہندوؤن سے صرف اس وجہ سے غلطیان سرزد ہوئی ہین کہ وہ جاہل ہین اور اُنکی غلطیان کبھی اُنکو اچھی طور سے بتلائی نہین گئین - اُنکی ابتریون کا سب سے بہتر علاج ہمارے علوم اور روشنی کا اُنمین رواج دینا ہے اور مجھکو پورا یقین ہے کہ اگر یہ علاج احتیاط اور استقلال سے برتا جاوے گا تو اُن پر اسکا بہت بڑا اور بہت اچھا اثر ہوگا اور ایسا اثر ہوگا جو ہمارے لیے مفید اور باعث فخر ہوگا -

عبارت مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ اشاعت تعلیم کہ کس زبان مین ہوسکتی ہے -

۱۳ - اُس اشاعت کے دو طریقے ہین -

†Printed Parliamentary Papers relating to the affairs of India General Appendix I Public 1832. pp. 60 & 61.

اوّل یہ کہ خود اِن ممالک کے زبان کے ذریعہ سے ہو۔ دوسرا یہ کہ ہماری زبان ذریعہ قرار دیا جاوے
عموماً جب کبھی کسی غیر ملک کے تعلیم دینے والون نے کسی ملک کے باشندون کو تعلیم دینے کا
قصد کیا ہے تو اُنھون نے اُسی قوم کی زبان کو ذریعہ گردانا ہے - اور اُسکی ضرورت اُنھین اس وجہ
سے پڑی ہے کہ وہ اور کسی طرح پر اپنے علوم کو اُنھین سمجھا نہین سکتے تھے - مگر ہمارے مشرقی توابعات
کی یہ صورت نہین ہے - وہ ہمارے علاقجات ہین - وہ مدت سے ہمارے قبضہ مین ہین -
بہت سے انگریز ہندوستانیون مین رہتے ہین - ہماری زبان سے وہ بالکل ناآشنا نہین ہین اور
اُسکا اُنھین اور زیادہ پھیلنا ممکن ہے - پس اس لیے ہمارے واسطے دونون راستے کھلے ہوے
ہین اور ہمکو فیصلہ کرنے کا اختیار ہے کہ کونسا طریقہ زیادہ قابل ترجیح ہے - اس بارہ مین اس
موقع پر بالکل یکطرفہ فیصلہ کرنا میرا مقصد نہین ہے - جن باتون پر کہ مین زیادہ زور دینا چاہتا ہون
وہ یہ ہین کہ ہمکو اپنے اعلیٰ علوم کو سکھانا چاہیئے اور سکھانا ممکن ہے - اور رہا یہ امر کہ یہ تعلیم دو طرح پر
ممکن ہے - اس بات کی وجہ نہین ہو سکتی کہ دونون طریقون مین سے کوئی بھی اختیار نہ کیا جاوے
بلکہ یہ بھی ضروری نہین ہے کہ صرف ایک ہی طریقہ اختیار کیا جاوے کیونکہ ممکن ہے کہ بعض حالتون
مین ہمکو ایسا طریقہ برتنا پڑے جو عام طور سے قابل عملدرآمد نہین ہے -

| عبارت مسٹر چارلس گرانٹ کا ابتدائی بذریعہ زبان ہندوستان تعلیم دینی چاہیئے |

۱۴ - "تعلیم یافتہ اشخاص کے واسطے ایک غیر زبان کا سیکھنا
چندان مشکل کام نہین ہے اور اسیلیے انگریز معلم ہندوستان کی
زبانون مین تعلیم دینے کے واسطے بہت جلد طیار ہو سکتے ہین بہ نسبت اسکے کہ ہندوستانی
ہماری زبان مین تعلیم پانے کے واسطے طیار ہون - اس وجہ سے اِس طریقہ کا عملدرآمد دوسرے

طریقہ کی نسبت زیادہ جلد ممکن ہے اور اسمین ایک اور نفع یہ ہے کہ ہم زیادہ احتیاط کے ساتھ انتخاب کر سکین گے کہ کن چیزون کی تعلیم دی جاوے - مگر باین ہمہ وہ بہت زیادہ محدود اور بہت کم موثر ہوگا اور ایک قسم کی نامعلوم تحریر کا پڑھنا ہوگا - ایسی تحریر کے پڑھنے والے کو مروجہ الفاظ مین اُس تحریر کو بیان کرنا ہوتا ہے اور ہر نئے موقع پر اُسکو بھی دقت اُٹھانی پڑتی ہے اور جو معلومات کہ اُسکے ذریعہ سے ہوتی ہین وہ صرف اُس خاص تحریر تک محدود رہتی ہین اور سب تحریرین جو اُسی خط مین ہوتی ہین اُنکے واسطے جو اُسکو نہین جانتے ہین مثل ایک معمے کے رہتے ہین - لیکن اگر اُنکو وہ غیر مانوس حروف سکھلا دئے جاوین تو ہر ایک تحریر جو اُس خط مین ہوگی وہ باسانی پڑھ سکین گے - پس انگریزی زبان کا استعمال انجام کے فوائد کے لحاظ سے زیادہ قابل ترجیح معلوم ہوتا ہے - اور اسی بنا پر مین اُس طریقہ کو ترجیح دیتا ہون اور تجویز کرتا ہون کہ ہمارے علم کی اشاعت ہماری زبان کے ذریعہ سے ہو - اِس تجویز مین اصول تعلیم اور نیز ذریعہ تعلیم جو کہ دراصل بحث طلب ہے دونون معرض بحث مین آوینگے کیونکہ اصول کے مان لینے مین ذرایع مین سے ہر یک شامل ہوجاتا ہے خواہ وہ اصلی مقصد کے حاصل ہونے کے واسطے کسیقدر محدود کیون نہ ہو - جیسا کہ ہمارے نزدیک ہندوستانی زبان ہے - مگر تاہم اصول اور ذرایع دو مختلف مسئلے ہین اور جو راے کہ ذرایع کے متعلق قائم کی جاوے اُسکا اثر اصول پر کچھ نہین پڑ سکتا - لیکن امید ہے کہ جو دلائل کہ اِس موقع پر اُنکے متعلق بیان ہونگے دونون کے ثابت کرنے کے واسطے کافی ہون گے -

عبارت مسٹر چارلس گرانٹ کہ بتدریج انگریزی زبان سکھائی جاوے -

۱۵ - پس مین کہتا ہون کہ یہ بات بالکل ہمارے اختیار

مین ہے کہ ہندؤن کو بتدریج اپنی زبان سکہاوین اور بعد ازان اُسکے ذریعے مختلف مضامین پر آسان آسان تحریرات سے آگاہ کرین اور اس خیال پر حقارت سے ہنسنا نہین چاہیئے کہ رفتہ رفتہ اپنے فنون کے آسان آسان اصول اور فلسفہ اور مذہب سے اُنکو خبردار کرین - اِس قسم کی واقفیت آہستہ آہستہ جہل کی بنیاد کو ہلادیگی اور آخر کار اسکو گرادے گی - اور مین پورے وثوق سے کہتا ہون کہ جو اعتراضات کہ ایسی تبدیلی کے خلاف خیال مین آسکتے ہین اُن کا پورا جواب دیا جاسکتا ہے

ایضاً

۱۶ - جو چیز کہ ہمکو اوّل سکہانی چاہیئے اور جو کہ باقی اور چیزون کے سکہانے کا ذریعہ ہوگی ضروری طور سے انگریزی زبان ہے - یہی وہ کنجی ہے جو اُنپر دنیا بھر کے نئے خیالات کے دروازہ کو کھول دیگی اور صرف مصلحت ملکی نے ہمکو اسوقت تک اُنکے ہاتھہ مین یہ کنجی دینے سے روکا تھا -

عبارت مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ اسکے کہ انگریزی پڑہانے سے ہندوستانیون سے میل جول ہوگا

۱۷ - فاتح قوم کی زبان کا لوگون مین رواج پانا ہی ایک صحیح ذریعہ ہے کہ مفتوح اُنکے ساتھہ مل سکتے ہین مسلمانون نے اپنے آغاز حکومت سے فارسی زبان کا سلطنت کے امور اور مختلف صیغون مین استعمال کیا اور اس عمل نے اُنکی حکومت قائم رہنے مین بہت کچھہ مدد دی اور اسی کی وجہ سے ہندو اہلکارون پر بالکل بھروسہ کرنے کے بجاے سرکاری کامون کے جزئیات کو خود دیکھہ سکے اور سلطنت کے آمد و خرچ کے رجسٹر بنا سکے جنکو کہ وہ خود معائنہ کرسکتے تھے - ہندؤن نے جلدی سے دفاتر کی زبانون کو سیکھہ لیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مال اور جوڈیشل ہر قسم کے کام مین اُنکی ضرورت ہے اور پہر خود ہندو اُس زبان کے معلم بن گیے اور اُن تمام صوبجات مین جو مغلیہ سلطنت مین شامل

تھے ابھی تک ہندو اس زبان کو سمجھتے ہین اور پڑھاتے ہین۔

رائے مسٹر چارلس گرانٹ کہ جس طرح پر مسلمانون نے فارسی جاری کی تھی اُسی طریق پر برٹش گورنمنٹ کو انگریزی جاری کرنی چاہیے۔

۱۸ - "اس باب مین اُنکی پیروی کرنا ہمارے لیے مفید تھا - اور اگر ہم اختیارات دیوانی ملنے یا اُسکے کچھ دن بعد ایسا کرتے تو اسوقت تک ہزارون ہندو ہمارے علاقجات مین انگریزی زبان بولتے اور پڑھتے - مال کی کارروائی ابتدا ہی سے ہم معائنہ کرسکتے اور چونکہ ہندوستانیون کو اُس صورت مین جعل بنانا مشکل ہوتا بہت سی نہایت خراب قسم کی دہوکا دہی ہوکہ ہمارے ساتھ کی گئی ہے مسدود ہوجاتی اور نیز حکام و رعایا کے درمیان ایک آسان راستہ باہمی معلومات کا کھلجاتا - اور بیشمار شکایتین معلوم ہوجاتین اور رفع کردی جاتین یا روک دی جاتین کہ حکام کے دیسی زبان نہ جاننے کے سبب اور رعایا کی حکام تک رسائی ہونے مین دشواریان ہونے کی وجہ سے بعض اوقات بغیر تدارک کے چھوڑدی جاتی ہین - اور اُسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اور نئی نئی بُرائیان پیدا ہوجاتی ہین - ہم یورپ اور ہندوستان دونون مین محکمہ مال کی ایک مخصوص زبان ہونے کی وجہ سے عرصہ دراز تک تاریکی مین پڑے رہتے - اور ایک نہایت اہل الرائے شخص نے جوکہ اب سے بیس برس قبل بنگال گورنمنٹ کا ایک ممبر تھا صاف صاف طور سے ہماری اس غلطی پر تقریر کی ہے کہ ہم نے ایک مفتوح ہی قوم کی ناقابل فہم زبان کو اپنے دفاتر مین رائج کر رکھا ہے - یہ یقینی بات ہے کہ ہندو انگریزی زبان کے استعمال پر بآسانی راضی ہوجاتے اور اب بھی وہ اپنے حاکمون کی زبان نہایت خوشی سے سیکھینگے کیونکہ اُس زبان کے ذریعہ سے اُن ہندوستانیون کو جو اُسمین کچھہ بھی دخل رکھتے ہین ہمیشہ عزت اور مرتبہ حاصل ہوا ہے - اور اُسکے

ذریعے سے ہر ایک ہندوستانی اپنے حالات کو براہِ راست گورنر جنرل پر ظاہر کر سکتا ہے - اور چونکہ آئندہ غالباً گورنر جنرل کمپنی کے عہدہ داروں میں سے عام طور پر منتخب نہ ہوگا اور اس لیے اس ملک کی زبان نہ بول سکے گا - پس ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر اس رتبہ کے شخص کو ایسے ذریعہ سعدمات پر منحصر نہ رہنا پڑے جس سے کہ وہ بالکل نابلد ہے تو پبلک کے واسطے کسقدر مفید ہوگا -

عبارت مسٹر چارلس گرانٹ درباہ اس امر کے کہ برٹش گورنمنٹ کو انگریزی سکھانے کے لیے مدارس قائم کرنے چاہئیں

۱۹ - "گورنمنٹ کے لیے نہایت آسان بات ہے کہ ایک معتدل خرچ سے صوبجات کے مختلف حصوں میں ایسی درسگاہیں قائم کرے جن میں انگریزی پڑھنے لکھنے کی مفت تعلیم دی جاوے - صدہا اشخاص بالخصوص لڑکے ان میں جوق جوق آوینگے - آسان آسان کتابیں جو درس میں داخل ہوں ان سے علاوہ زبان کی صاف صاف باتیں مختلف مضامین پر طلبا کو سکھائی جاویں - معلم لوگ صاحب علم - صاحب اخلاق اور دوراندیش ہوں اور اس قسم کے لوگ اپنے شاگردوں کو بہت سی مفید باتیں باتوں باتوں میں بتاوینگے - اور اس مقصد کے حاصل ہونے کے واسطے وہ ابتدا میں بہت قدر بنگالی زبان سے بھی کام لے سکتے ہیں - کچھ عرصہ کے بعد خود ہندو انگریزی زبان کے معلم ہو جاوینگے اور ہماری زبان کا استعمال سرکاری کاموں میں (جسکے لیے ہر ایک پولیٹیکل وجہ پورے طور سے اب بھی موجود ہے) ایک اور نسل کے بعد اسکو سارے ملک میں بہت عام کر دے گا - اس تجویز کی کامیابی کے واسطے سوائے گورنمنٹ کی دلی سرپرستی کے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے - اگر گورنمنٹ چاہے تو اسمیں کامیابی ہو اور ضرور ہو - مالی اور جوڈیشل کارروائیوں میں اور

گورنمنٹ کے دیگر کاروبار مین بجاے فارسی کے انگریزی کا استعمال اور اس زبان کی تعلیم کے واسطے فری اسکولون کا قائم ہونا ملک مین اُسکی اشاعت کا کافی ذریعہ ہوگا کیونکہ جیسا اوپر بیان ہوا ہے خود ہندوستانیون کا نفع اُنکو اُسکے حاصل کرنے کی ترغیب دیگا - اور ایسی تبدیل سے ابتدا مین بھی کچھہ ابتری واقع نہ ہوگی - کیونکہ اب صوبجات مین بہت سے پرتگالی اور بنگالی کلارک موجود ہین جو ہندوستانی اور انگریزی دونون زبانین جانتے ہین - گورنمنٹ یا اُسکے عہدہ دارون کے نام اُن سے عرضی لکھانا غریب آدمیون کے واسطے زیادہ تکلیف کا باعث نہ ہوگا - کیونکہ اب بھی وہ اس کام مین فارسی جوان منشیون سے مدد لیتے ہین - اور اورون کو جنکو فرصت حاصل ہے گورنمنٹ کی زبان مفت سیکھنے کا موقع ملیگا اور یہ ایک ایسا نفع ہوگا جو اُنکو کبھی مسلمانون کے عہد مین حاصل نہین ہوا -

عبارت مسٹر چارلس گرانٹ دربارہ فوائد اخلاقی کے جو تعلیم انگریزی سے ہونگے

۲۰ - ”ہماری زبان کے ساتھ ہمارا بہت سا مفید علم ادب اُنکو حاصل ہوجاویگا - چھاپے کے فن سے ہم اپنی تصانیف کو بہت کچھہ پھیلا سکین گے جو کہ مسلمان کبھی نہ کر سکے گو اُنکی تصانیف بھی اسیقدر بیشمار مین جسقدر کہ ہماری - اِس طرح سے ہندوستانی ہر باب مین دلائل کا بہت کچھہ استعمال دیکھین گے - وہ اپنی قومون کی تاریخ - دنیا کے موجودہ اور گزشتہ حالات سے واقف ہوجاوینگے بہت سی دلچسپ کتابون سے جو نیکی کی تعریف اور بدی کی مذمت مین تصنیف ہون گی بتدریج اُنکا میلان طبیعت نیکی کی طرف ہوگا - اُنکے عام خیالات کی اصلاح ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اصول اور اخلاق کا ایک بہتر قانون معلوم کرین گے - فرض انسانی کے نئے خیالات اُن پر

منکشف ہون گے اور وہ زنجیرین کہ جنمین اُنکے قواے عقلی مدت مدید سے جکڑے ہوے ہین بتدریج کھل جاوینگے"

پارلیمنٹ نے سنہ ۱۸۱۳ء مین اوّل دفعہ ہندستانیونکی تعلیم کی نسبت قانون پاس کیا اور اُسکا اثر بلحاظ چٹھیات کورٹ آف ڈائرکٹرز مورخہ ۶ ستمبر سنہ ۱۸۱۳ء و ۳ جون سنہ ۱۸۱۴ء

۲۱ - مسٹر چارلس گرانٹ کی مفصلہ بالا آرا کے اوپر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے ضرور غور کیا ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب سنہ ۱۸۱۳ء مین پارلیمنٹ مین اِس امر کی بحث در پیش آئی کہ آیا ایسٹ انڈیا کمپنی بدستور قائم رہے یا کوئی اور انتظام ہندوستان کی عملداری کی نسبت کیا جاوے تو بذریعہ قانون ۵۳ جارج سوم باب ۱۵۵ دفعہ ۴۳ جو کہ اُسی سنہ مین پاس ہوا یہ حکم دیا گیا کہ گورنر جنرل کو جائز ہوگا کہ توفیر مالگزاری وغیرہ مین سے کم سے کم ایک لاکھ روپیہ سالانہ علحدہ رکھا جاویگا اور بغرض تازہ رکھنے اور ترقی دینے علم لٹریچر کے اور امداد ہندوستانی عالمون کے اور ہندوستان کے باشندون مین علوم وفنون کے اجرا اور اشاعت پر صرف کیا جاوے - اِس قانون کے اس مضمون پر جو تعلیم سے متعلق تھا کورٹ آف ڈائرکٹرز نے بذریعہ ایک چٹھی موسومہ گورنر جنرل مورخہ ۶ ستمبر سنہ ۱۸۱۳ء توجہ دلائی اور ۳ جون سنہ ۱۸۱۴ء کو ایک مفصل چٹھی موسومہ گورنر جنرل تحریر فرمائی کہ جسمین یہ امر واضح طور پر بیان کیا کہ قانون متذکرہ بالا کا مقصد دو حصون پر منقسم ہے جو اُسکے اغراض ہین - اوّل مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی علما کی امداد کی جاوے تاکہ علم مین تازگی اور ترقی ہو - دوسرا مقصد یہ ہی کہ

† Printed Parliamentary Papers relating to the affairs of India Appendix I Public 1832, p. 486

علوم و فنون کی اشاعت باشندگان ہندوستان مین کی جاوے - اسکے بعد یہ تحریر کیا ہے کہ ان دونون مقاصد مین سے کسی کا حاصل کرنا اس طرح پر نہین ہوسکتا کہ پبلک کالج اُن اصولون پر اور اُن قواعد اور ترکیب پر قائم کیے جاوین جیسے کہ انگلستان کی یونیورسٹیون مین موجود ہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ قوم اور ذی عزت ہندوستانی اُس فرمانبرداری اور تادیب اور تربیت کو گوارا نہ کرینگے کہ جو انگریزی کالجون مین دی جاتی ہے - بلکہ یہ امر بھی مشتبہ ہے کہ آیا کوئی ایسی خاص تدبیر نکل سکتی ہے کہ جس سے مقاصد زیر بحث کامیابی کے ساتھہ حاصل ہوسکین - اس بیان کے بعد یہ رائے ظاہر کی ہے کہ مقاصد مطلوبہ اس نہج پر زیادہ آسانی سے حاصل ہوسکینگے کہ ہندوستانیون کو اُنکی عادات اور رسم قدیم پر چھوڑنا چاہیے کہ اپنے گھرون مین رہکر اپنے علم و لیاقت کو بڑھاوین اور اُنکو اس طرف خطاب دینے اور امداد زر دینے سے ترغیب دلائی جاوے - اسکے بعد کسیقدر ذکر ہندوستان کے علوم کا علی الخصوص جو کہ سنسکرت مین ہین بیان کرنے کے بعد اخیر چٹھی مین یہ تحریر کیا ہے کہ ہمکو امید ہوتی ہے کہ اس نہج پر بنیاد پڑ جاوے گی اُس تعلیم و تربیت کی کہ جو مطلوب ہے - اور جو وجہ یہ کہ اُس پر صرف ہوگا اُس سے عمدہ نتیجہ یہ مترتب ہوگا کہ یورپین اور ہندوستانیون مین باہم زیادہ ملاقات اور ارتباط ہونے سے ایک دوسرے کی ایسی تعظیم اور لحاظ کرنے لگین گے کہ جو سلطنت برطانیہ کے ہمیشہ کے قیام و بقا و استحکام کے لیے نہایت مفید ہوگا -

عدم توجہی گورنمنٹ آف انڈیا دربارہ چٹھیات مذکورۂ بالا

۲۲ - یہ چٹھی متذکرہ بالا مورخہ ۳ جون ۱۸۱۴ء از طرف کورٹ آف ڈائرکٹرز موسومہ گورنر جنرل ہندوستان سررشتہ تعلیم کی تاریخ مین

ایک مقدم دستاویز ہے - مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین گورنمنٹ کی توجہ تعلیم کی طرف کم تھی اور اگرچہ مختلف مقامات مین کچھہ کچھہ مدارس قائم ہو چکے تھے اور سب سے زیادہ مشنریون نے مختلف مقامات مین بطور خود مدارس قائم کر لیے تھے تاہم گورنمنٹ کی طرف سے کوئی معتدبہ انصرام تعلیم کا نہین ہوا تھا -

انعقاد جنرل کمیٹی تعلیم بذریعہ رزولیوشن گورنر جنرل مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۲۳ء

۲۴ - ۱۷ جولائی ۱۸۲۳ء کو گورنر جنرل نے بذریعہ ایک رزولیوشن کے حکم دیا کہ ایک جنرل کمیٹی † تعلیم کی پریسیڈنسی یعنی کلکتے مین مقرر ہو بغرض تحقیق کرنے کے کہ موجودہ حالت عام تعلیم کی کیا ہے اور جو مدارس کہ اُنکی بہبودی کے لیے قائم کیے گیے ہین یا موجود ہین اُنکی کیا کیفیت ہے - اُس کمیٹی کے ذمہ یہہ بھی خدمت رکھی گئی کہ وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کے روبرو ایسی تجاویز پیش کرین کہ جن سے بہتری تعلیم خلائق متصور ہو اور اُنمین مفید علوم جاری ہون اور اشاعت پاوین اور اُنکے ذریعے سے اُنکے اخلاق مین ترقی پیدا ہو - اُس کمیٹی کے دس ممبر صاحبان انگریز کہ جو معزز اور لائق گنے جاتے تھے مقرر ہوے اور سالانہ رقم ایک لاکھہ ‡ روپیہ کی جو حسب دفعہ ۴۳ قانون ۵۳ جارج سوم باب ۱۵۵ (جو ۱۸۱۳ء مین پاس ہوا تھا اور جسکا ذکر اوپر آ چکا ہے) ہندوستانیون کی تعلیم کے لیے

† *Printed Parliamentary Papers relating to the affairs of India Appendix I Public; 1832, p. 408 and Trevelyan "On the Education of the people of India" p. 2 —*

‡ *Printed Parliamentary Papers relating to the affairs of India Appendix I Public 1832, p. 408.*

کمپنی کو صرف کرنی واجب گردانی گئی تھی وہ اُس کمیٹی کے سپرد کی جاوے اور نیز جملہ خط و کتابت اور کاغذات جو کہ متعلق مضمون تعلیم کے ہین وہ ترّی ٹوریل ڈپارٹمنٹ یعنی محکمۂ انتظام ملکی کے دفتر مین سے علٰحدہ کیے جا کر اُس کمیٹی کے حوالہ کیے جاوین اور جو بقایا ایک لاکھ روپیہ سالانہ متذکرہ بالا کا بابت ۱۸۲۱ء لغایت ۱۸۲۳ء خزانہ مین بقدر ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار چار سو روپیہ کے ہے وہ اُنکو دیا جاوے اور آئندہ دیا جایا کرے - اس مد مین جو روپیہ اس کمیٹی کو آخر ۱۸۲۶ء تک دیا گیا اُسکی مقدار چار لاکھ اٹھتر ہزار چار سو ہوئی - درحقیقت یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کمیٹی کا تقرر حقیقت مین آغاز سر رشتہ تعلیم کا ہوا اس وجہ سے کہ بعد گورنمنٹ کے رزولیوشن مورخہ ۱۷ - جولائی ۱۸۲۳ء کے یہی کمیٹی گورنمنٹ کی طرف سے اشاعت تعلیم کی منتظم اور نگران حال قرار پائی -

> قائم ہونا سنسکرت کالج کا ہندؤن کو سنسکرت پڑہنے کیلیے اور ہندؤن کی اظہار راے کہ ہم انگریزی علوم سیکھنے چاہتے ہین -

۲۴ - سب سے اول کام جو اس کمیٹی نے کیا وہ یہ تہا کہ ایک سنسکرت کالج ہندؤن کے لیے مثل کلکتہ مدرسے کے جو مسلمانون کی عربی تعلیم کیلیے تہا ۱۸۲۴ء مین کلکتہ مین قائم کیا - اس معاملہ کی نسبت یہ واقعہ نہایت قابل غور ہے کہ بجاے اسکے کہ ہندؤن نے اپنی خوشنودی ظاہر کی ہو اُنہون نے ایک عرضداشت بسرگروہی راجہ رام موہن راے جو ایک نہایت عالی نسب خاندانی اور نہایت ذی لیاقت انگریزی دان ہندو برہمن تھے گورنمنٹ کو بدین مضمون ۱۸۲۴ء مین دی کہ ہمکو سنسکرت دانی کی ضرورت نہین ہے بلکہ گورنمنٹ کو کل اپنی سعی اشاعت علم انگریزی مین کرنی چاہیئے - باوجود اس مخالفت کے کمیٹی تعلیم نے کلکتہ سنسکرت

کالج قائم کیا اور ایک ہندو کالج کو جسکو کہ کلکتے کے ہندو رئیسون نے خاص اپنے جیبی چندہ سے انگریزی زبان مین تعلیم کے لیے ۱۸۱۶ع مین قائم کرلیا تھا اُس کالج کو بھی اپنے زیر عاطفت لیکر اُسکو اور ترقی دی اور ماسوا اُسکے دو جدید کالج ایک آگرہ مین اور ایک دہلی مین قائم کیے† - علاوہ اسکے اس کمیٹی نے سنسکرت اور عربی کی بہت سی کتابین چھاپنی شروع کین اور اور لوگون کو بھی جو ایسی کتابین چھاپنے پر آمادہ ہوے مددی اور ایک لائق انگریز عالم کو اُس کام پر مقرر کیا کہ یورپ کے علوم و فنون کی کتابون کو عربی زبان مین ترجمہ کرے اور ان مقاصد پر بہت کچھ روپیہ صرف کیا - اسکے بعد انگریزی جماعتین کلکتہ مدرسہ اور سنسکرت کالج بمقام کلکتہ اور نیز اُسنے سنسکرت کالج بمقام بنارس اور آگرہ کالج مین قائم کین اور ۱۸۲۹ع مین بمقام دہلی ایک جداگانہ کالج واسطے تعلیم علوم مغربیہ کے وہان کے حکام کی خواہش کے موافق قائم کیا -

رپورٹ گورنر جنرل مورخہ ۲۷ جنوری ۱۸۲۶ع دربارہ مختلف کالجون کے جو اُسوقت تک آگرہ دہلی بنارس اور کلکتہ مین قائم ہو چکے تھے

۲۵ - واضح رہے کہ بتاریخ ۲۷ - جنوری ۱۸۲۶ع گورنر جنرل نے ایک رپورٹ‡ بخدمت کورٹ آف ڈائرکٹرز ارسال کی کہ جسمین آگرہ کالج و دہلی کالج و بنارس کالج و کلکتہ مدرسہ و کلکتہ سنسکرت کالج و ہندو کالج کلکتہ و دیگر اسکولون کا احوال مندرج کیا اور روانہ فرمائی - حقیقت مین مضمون تعلیم کے اوپر ۶ - مارچ ۱۸۱۱ع کو لارڈ منٹو گورنر جنرل نے ایک مختصر منٹ* تحریر فرمائی تھی

† Trevelyan "on the Education of the People of India; P.3 et sequa ‡ Printed Parliamentary Papers relating to the affairs of India Appendix I Public 1832; p. 408. * Ib. p 484.

اور شبہ نہین ہے کہ فی الجملہ اُسی کے اثر سے وہ فقرہ قانون ۱۸۱۳ء کا پاس ہوا تھا جسمین کہ باعتبار تعلیم کے ایک لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کرنے کا ایسٹ انڈیا کمپنی کو حکم دیا گیا تھا اور جبکہ ۱۸۲۳ء مین کمیٹی تعلیم متذکرہ بالا مقرر ہوئی تھی تو اُس زمانہ کے آس پاس سر طامس منرو گورنر مدراس اور آنریبل مونٹ اسٹوئرٹ الفنسٹن گورنر بمبئی اور بعد کو سر جان مالکم گورنر بمبئی اور نیز دیگر حکام والا مقام انگریزی نے مختلف منٹین† تعلیم کے بارہ مین تحریر کین اور نیز کورٹ آف ڈائرکٹرز نے بھی وقتاً فوقتاً اپنی ہدایات جاری رکھین جو سب قابل غور ہین اور جنکا مقصد اشاعت تعلیم اور مفید علوم وفنون کا ترقی دینا مراد ہے اور اُنکی تفصیل خالی از طوالت نہین ہے ۔

رپورٹ کمیٹی تعلیم مورخہ دسمبر ۱۸۳۱ء بابت اپنی آٹھ برس کی کارروائی سابق کے

۲۶ - وہ کمیٹی جو حسب رزولیوشن گورنر جنرل بتاریخ ۱۷ - جولائی ۱۸۲۳ء قائم ہوئی تھی اُسنے دسمبر ۱۸۳۱ء مین ایک رپورٹ تحریر کی کہ جسمین اپنی آٹھ برس کی کارروائی کے اصولون کی نسبت مفصلہ ذیل حال تحریر کیا‡ ۔

رائے کمیٹی تعلیم ۱۸۳۱ء مین ۔

۲۷ - "کمیٹی نے اشاعت اور رواج مفید علوم کو سب سے

† *Vide* Various Printed Parliamentary Papers (1832) Vol I pp. 484-548. *Vide* also parliamentary Papers (1853) Vol. VI pp. 18-23. –

‡ Trevelyan "On the Education of the people of India" pp 4 9.

بڑا مقصد اپنی تدابیر کا گروانا اور جو تجاویز کہ کین اُنین خیالات اور آرا اور خوشنودی اور تشفی اُن لوگون کی بہی مد نظر رکھی جنکی بہتری کے لیے تعلیم کی تدابیر کی جاتی تھین - اسی نیت سے کمیٹی ہندوستان کے مسلمانون اور ہندؤن کے علوم کی اعانت کرتی رہی - اِس قسم کے مدارس مین جیسے کہ کلکتہ مدرسہ اور سنسکرت کالج بنارس - کمیٹی سے اِسی قسم کے اور مدارس حسب اقتضاے موقع اگرہ اور دہلی مین قائم کیے کیونکہ اسی قسم کے مدارس مین معزز اور خواندہ لوگ جنکے گہرون مین علم موروثی ہے یا جنہون نے کہ تعلیم اور تدریس کا پیشہ اختیار کرلیا ہے یا فقہ اور مذہب کے علوم سیکھکر مولوی اور پنڈت ہوگیے ہین تعلیم کے لیے داخل ہونے کو آمادہ ہوتے ہین بنظر اس امر کے کہ اُنکے اصلی مربی یعنی اُنکی قوم اور مذہب کے ذی مقدرت لوگ اب باقی نہین رہے - کمیٹی نے یہ بات اپنے اوپر واجبی گردانی کہ ہندوستان کے عالم لوگون کی معاش کی امداد کرے جسکی وجہ سے نہ صرف یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جن لوگون کو کہ وظیفہ دیا جاتا ہے اُنہین کی مدد معاش ہوتی ہے بلکہ نیز اُن لوگون کو فائدہ ہوتا ہے کہ جو اُنکے ہم قوم ہین اور کالجون کی تعلیم سے اُنکی وقعت اور گزارہ کا سامان مہیا ہوتا ہے - اِسی نہج پر شرع محمدی یعنی فقہ اور ہندو لا یعنی دہرم شاستر کی تعلیم سے ایک رستہ حصول ملازمت سرکاری اُنکے لیے کہلتا ہے - اور سرکار کو لائق عہدہ دار ملتے ہین اور قابل قدر رعایا موجود ہوتی ہے کیونکہ اس امر مین کچہہ شبہہ نہین ہے کہ اگرچہ مشرقی علوم مین کتنا ہی نقص ہو تاہم اُن علوم مین بہی جسقدر ہندوستانی زیادہ اعلے درجہ کی لیاقت حاصل کرین گے اوتنے ہی زیادہ ذہین اور فہمیدہ ہوتے جاوینگے اور اس وجہ سے گورنمنٹ کی کارروائی اور تدابیر کے سمجھنے کے

زیادہ لائق ہوتے جاوین گے - مگر ہر گاہ کہ ہر قسم کی معقول تائید ہندوستانی طرز تعلیم کو دی جاتی رہی ہے کمیٹی نے کوئی موقع اُس تعلیم کے زیادہ بہتر کرنے اور زیادہ کارآمد کرنے مین ضائع نہین کیا - تمام کالجون کا اہتمام او نگرانی اعلےٰ یورپین عہدہ دارون کے سپرد رکھا ہے اور اسی وجہ سے اسبات کا ثبوت ہے کہ نہایت عمدہ بہبودی اور ترقی ہوئی ہے - کلکتہ مدرسہ مین اور ہندو کالج بنارس مین جو سب سے قدیم ہین بہت مدت تک یورپین عہدہ دارون کا دخل او نگرانی قایم کرنے کی مخالفت رہی مگر اب بابت دونون سے وہ مخالفت جاتی رہی ہے اور وہ کالج یورپین عہدہ دارون کے انتظام او نگرانی مین ہین - نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نہایت باقاعدہ تعلیم ہوتی ہے او نہایت مستعدی اور منضبط عادات پیدا ہوتے جاتے ہین اور ہر چیز کے حسن و قبح پر انصافانہ راے قائم کرنے کی لیاقت ہوتی جاتی ہے اور یہ ایسے نتائج ہین کہ جو کسی ایسے مدرسے سے حاصل نہین ہوے ہین کہ جسکا انتظام و نگرانی ہندوستانیون کے بھروسہ پر چھوڑ دی گئی ہو - ان کالجون مین جو ترتیب تعلیم اختیار کی گئی ہے ہندوستانی طریقہ تعلیم پر بہت فوقیت رکھتی ہے - اور اُسکا مقصد یہ ہے کہ مستحکم کرایا جاوے جو کہ پڑھائی جاتی ہین اور اسکے ساتھ ہی اور علوم بھی سکھا حتی الوسع جلد پوری کی جاوے ہندوستانی طریقہ تعلیم کے موافق شخص یا شرع محمدی کی تحصیل مین سب سے بہتر زمانہ اپنی عمر کا صرف کرتا ہے اسلوا ن زبان علم ادب سے کہ جسمین وہ یہ قانون تحصیل کرتا ہے دیگر علوم و مضامین کی کتابون کی عبارت اور طرز تحریر سے اُسکو ناکمل آگہی ہوتی ہے - کلکتہ مدرسہ اور سنسکرت کالج بنارس ابتدائی حصہ تعلیم کا

جواب جاری کیا گیا ہے اُس سے اوّل تو عربی اور سنسکرت زبانون مین پوری استعداد حاصل ہوتی ہے اور ازان بعد شاستر و فقہ و قانون کی معتدبہ استعداد آسانی سے حاصل ہوجاتی ہے اور اُسکے ساتھہ ساتھہ اور شاخون ہندون اور مسلمانون کے علوم سے بھی آگہی پیدا ہوتی ہے - پس جو ترقیان کہ عمل مین آئی ہین اُن سے صرف ہندوستانی طریقہ تعلیم اور اوسکی مقدار پر ہی اکتفا نہین کیا گیا ہے بلکہ جب کبھی موقع ملا ہے نئے نئے اور بہتر تعلیم کے مضامین پُرانے طریقہ تعلیم پر اضافہ کیے گیے ہین - مثلاً (کلکتہ) مدرسہ مین تحریر اقلیدس سبت دونون سے سکھائی جاتی ہے اور اُس سے فائدہ ہوا ہے اور یورپین طریقہ کا علم تشریح بھی جاری کیا گیا ہے - سنسکرت کالج کلکتہ مین یورپین علم تشریح اور طب کی وجہ سے ہندوستانی طریقہ اِن علوم کے سیکھنے کا قریب معدوم کے ہوگیا ہے - آگرہ کالج اور دہلی کالج مین جبر المقابلہ اور علم ہیئت اور ریاضیات درس کے اندر داخل کیے گیے ہین - کلکتہ مدرسہ اور سنسکرت کالج مین اور نیز آگرہ کالج مین انگریزی پڑہانے کے لیے بھی جماعتین قائم کی گئی ہین اور دہلی اور بنارس مین جداگانہ اسکول انگریزی زبان کی تعلیم کی اشاعت کے لیے قائم کیے گیے ہین - پس بلا اسکے کہ ہندوستانیون کے خیالات اور تعصبات پر کچہہ تشدد کیا جاوے اور بمعیت فیاضانہ اعانت کے جو کہ محض دیسی تعلیم کی کیجاتی ہے اِس اصول کو کبھی فرو گزاشت نہین کیا گیا ہے کہ اصلی علم اشاعت پاوے اور فی الواقع ایک عظیم اور سودمند بنیاد تبدیلی مزاج و خیالات اہلِ ہند کے لیے ڈالدی گئی ہے کہ جنکی خصلت اور پیشۂ علم اور ذی وقعتی کی وجہ سے ہندوستانیون کے ذہن و ذکا پر مفید اثر متصور ہے - ماسوا اُن تدابیر کے جو کہ انگریزی

کی اشاعت کے لیے اضلاع مین کی گئی ہین اور جو کہ بالفعل اپنی کم عمری کی حالت مین ہین۔ کمیٹی کی توجہ زیادہ اعانت تو دیا لیا یعنی ہندو کالج کلکتہ پر مبذول رہی ہے اور اُس توقع سے بھی زیادہ بہتر نتیجے پیدا ہوے ہین۔ زبان انگریزی پر مقدرت اور اُسکے علم ادب اور فنون سے اسقدر آگہی ہوگئی ہے کہ یورپ کے اسکولون مین بھی شاذ نادر پیدا ہوتی ہے۔ انگریزی زبان کا شوق بہت پھیل گیا ہے اور نوجوان آدمیون نے جنکی تعلیم تو دیا لیا یعنی ہندو کالج مین ہوئی ہے اُنھون نے بطور خود ہر نواح وجوانب مین مدرسے قایم کرنے شروع کیے ہین۔ جو اخلاقی اثر کہ پیدا ہوا ہے وہ بھی قابل تحسین ایسا ہی نمایان ہوا ہے اور جو قیود کہ ہندو مذہب نے قائم کر رکھی ہین اُنکی طرف سے ناگواری اور اُسکے مراسم کی طرف سے لاپروائی کھلم کھلا نوجوان آدمی معزز خاندان اور ذی لیاقت حیثیت کے بیباکانہ ظاہر کرتے ہین۔ اور بہت سے اور لوگ بھی جو ظاہر مین اپنے ہم مذہبون کے برتاو اور رسم کے موافق پابندی کرتے ہین اُنکے بھی ایسے ہی خیالات ہین۔ ایک پشت گزر جانیکے بعد کلکتے کے تعلیم یافتہ باشندون کے معلومات اور خیالات مین غالباً ایک بڑا انقلاب واقع ہو جاویگا"

مباحث ومخالفت باہمی درمیان ممبران کمیٹی تعلیم ۱۸۳۲ء لغایت ۱۸۳۵ء دربارہ اس امر کے کہ تعلیم علوم مشرقی کی ہو یا علوم انگریزی کی۔

۲۸۔ بعد اس زمانہ کے یعنی ۱۸۳۲ء لغایت ۱۸۳۵ء کا ایسا زمانہ ہے کہ جب ہندوستانیون کی تعلیم کے طریقے اور مقصدون پر بہت کچھ مباحث درپیش آسکے کہ جنکا حال سر چارلس ٹریولین نے مختصر خوب تحریر فرمایا ہے[†]۔ حال یہ ہوا کہ دس ممبران کمیٹی

† Trevelyan "On the Education of the People of India," p. 9.

تعلیم مین باہمی شدید اختلاف راے پیدا ہو گیا تہا کہ جنمین سے پانچ ایک طرف تھے اور پانچ دوسری طرف - ایک فریق کی یہ راے تھی کہ علمی کتابون کے ترجمے عربی اور سنسکرت مین کرانے جاری رہین اوران زبانون کی کتابین برابر چہاپی جاوین اور انہین مین تعلیم دینے کے لیے طالب علمون کو وظیفے دیے جاوین اور ایسا ہی بدستور جاری رہے - دوسرے فریق کی یہ راے تھی کہ تعلیم پھیلانے کا یہ طریقہ نہایت گران ہے اور فضول خرچی درکار رکھتا ہے اور اس سے انگریزی فنون کو عربی زبان کے ذریعہ سے جاری کرنا بیکار امر ہے - اور اسلیے طالب علمون کو وظائف دینا بیجا ہے اور البتہ ایسی عربی اور سنسکرت کی کتابین خریدی جاوین اور چہاپی جاوین جنکی کہ واقعی ضرورت مختلف کالجون مین پڑے - اور اس نہج پر کفایت شعاری کرنے سے جو روپیہ کمیٹی کی سالانہ آمدنی کا بچے اُسکے ذریعہ سے جدید مدارس واسطے تعلیم زبان انگریزی اور دیسی السنہ کے سکہانیکے لیے قائم کیے جاوین - ان دونون فریق مخالف کے باہمی اختلاف راے سے نتیجہ یہ ہوا کہ کچہہ عرصہ تک فریقین مین سے کوئی بھی کامیاب نہین ہوا اور کمیٹی کی کارروائی مین نہایت خلل اور انسداد واقع ہوا - یہ حال تین برس تک رہا اور کمیٹی تعلیم کو خود یہ یقین ہو گیا کہ آئندہ کچہہ کارروائی نہین ہو سکتی جب تک کہ گورنمنٹ خود اوہر یا اُدھر کچہہ فیصلہ نہ کردے - پس ممبرون نے اپنی اپنی آرا جنوری ۱۸۳۵ء مین تحریر کرکے گورنمنٹ مین پیش کین کہ تعلیم کی پالسی کا مستقل طور پر تصفیہ کرکے قرار دیدے تاکہ آئندہ کچہہ کارروائی ہو سکے - پس درحقیقت یہ بڑا اہم معرکہ تہا اور ہندوستان کی آئندہ تعلیم کی قسمت کا ایک نہج پر فیصلہ تھا -

لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل نے بترغیب و اتفاق راے لارڈ مکالے کے بذریعہ رزولیوشن ۷ مارچ سنہ ۱۸۳۵ع یہ تصفیہ کیا کہ اصل مقصد تعلیم کا اشاعت علوم انگریزی ہے اور مشرقی علوم بیکار۔

۲۹ - اُس زمانہ مین لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل ہندوستان تھا اور اُسکی سوپریم کونسل مین وہ نامور انگریزی مورخ اور ادیب لارڈ مکالے ممبر ہوکر نیا نیا ولایت سے آیا تھا۔ اور اُسکو کمیٹی تعلیم کا پریسیڈنٹ[†] گردانا تجویز ہوا۔ اُسنے بہ حیثیت ممبری کونسل کے ۲ - فروری سنہ ۱۸۳۵ع کو ایک نہایت فصیح اور بلیغ منٹ تحریر کی جو قابل یادو نگہداشت ہے۔ اور جسکی وجہ سے اشاعت زبان انگریزی کے حق مین فیصلہ ہوا - اور گورنر جنرل نے ۷ - مارچ سنہ ۱۸۳۵ع کو ایک قابل یادگار رزولیوشن تحریر فرمایا جسکا مضمون یہ ہے کہ بڑا مقصد برٹش گورنمنٹ کا یہ ہونا چاہیے کہ ہندوستانیون مین یورپین علوم وفنون کی اشاعت ہو اور اسلیے جسقدر کہ روپیہ تعلیم کے لیے ارادہ کیا گیا ہے اُسکا انگریزی تعلیم دینے پر صرف کرنا قرین مصلحت ہے۔ اِسی رزولیوشن کے موافق یہ حکم ہوا کہ آئندہ سے وظائف جو طالب علمون کو دیے جاتے تھے وہ بند کر دیے جاوین اور مشرقی علوم کی کتابون کا چھاپنا بھی بند کیا جاوے اور جملہ روپیہ جو کمیٹی تعلیم کے ہاتھ مین تھا[‡] ہندوستانیون کو زبان انگریزی علوم وفنون پڑھانے پر صرف کیا جاوے - اِس تصفیہ ہونے کی وجہ سے دو ممبران کمیٹی تعلیم نے استعفا دیدیا اور لارڈ مکالے پریسیڈنٹ مقرر رہا اور چند اور ممبر کمیٹی مین شامل کیے گیے - اور ہندو کالج کلکتہ کے مہتممان کی طرف سے دو ممبر مقرر ہونے کی اجازت

† Trevelyan's "Life of Macaulay," p. 290. —

‡ Trevelyan "On the Education of the people of India," p. 13. —

دی گئی اور بعد کو ایک مسلمان بھی ممبر مقرر ہوا۔ جو روپیہ کہ عربی اور سنسکرت کی کتابون کے چھاپنے سے بچا اُس سے بارہ[12] مدارس جدید مختلف مقامات مین قائم ہوے اور انعامات دینے کی تجویز مستحق طالب علمون کے لیے ہوئی اور ہر مدرسہ مین انگریزی کتابون کے عمدہ کتب خانہ کے مہیا کرنے کی تدبیر کی گئی اور کچھ آلات علمی بھی ولایت سے منگائے گیے۔ اور وہ سب آلات جدید انگریزی تعلیم دینے کے کام مین آتے رہے۔

اثر تصفیہ رزدلیوشن گورنمنٹ مورخہ ۷۔ مارچ ۱۸۳۵ء

۳۰۔ جو انقلاب کہ تدابیر تعلیم مین جو کہ گورنمنٹ کے رزولیوشن متذکرہ بالا مورخہ ۷۔ مارچ ۱۸۳۵ء سے پیدا ہوا اُسکے اثر کی نسبت کچھ ہی راے قرار دی جاوے تو ہمین کچھ شبہہ نہین ہوتا کہ وہ ہندون کے سین حسب دلخواہ تھا کیونکہ جیسا کہ مین اوپر بیان کر آیا ہون ۱۸۲۴ء ہی مین راجہ رام موہن راے وغیرہ نے اس مضمون کی درخواست کی تھی۔ بخلاف اسکے اسمین بھی کچھ شبہہ نہین کہ مسلمانون کے حق مین ایک نہج پر نہایت مضر ہوا۔ اسکا حال مسٹر ہارس ہیمین ولسن کے اظہارات[†] جو کہ پارلیمنٹ کے روبرو ۱۸۔ جولائی ۱۸۵۳ء کو ہوا بخوبی منکشف ہوتا ہے۔ یہ بزرگ ایک نہایت نامور اورنٹیل اسکالر سنسکرت دان تھے کہ جو ۱۸۰۸ء مین ہندوستان مین معزز عہدہ علمی پر مقرر تھے اور جب کمیٹی تعلیم متذکرہ بالا ۱۸۲۳ء مین قائم ہوئی تو اسمین اُنکو عہدہ ممبری و سکرٹری دیا گیا اور اُس کمیٹی کے وہ وایس پریسیڈنٹ بھی مقرر ہوے اور ۱۸۳۲ء تک اس عہدہ پر قائم رہے اور اُسکے بعد انڈیا آفس مین عہدہ سرکاری پر مامور

[†] Printed Parliamentary Papers (1853) Vol V. p. 12

ہوے جسکی وجہ سے ہندوستان کی تعلیم کے کل حالات سے اُنکو بخوبی واقفیت رہی اور اُن کا اظہار اس لیے نہایت قابل وقعت ہے۔ اُنھون نے یہ بیان کیا کہ "جبکہ گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ طالب علمون کو جو وظائف ملتے تھے وہ بند کر دیے جاوین اور جملہ روپیہ تعلیم انگریزی مین صرف کیا جاوے تو مسلمانان کلکتہ نے مجتمع ہو کر ایک عرضی طیار کی کہ جس پر قریب آٹھ ہزار آدمیون نے دستخط کیے کہ جن مین جملہ معزز اور عالم مولوی اور مسلمان رئیس شامل تھے اور اُس کو گورنمنٹ مین پیش کیا۔ اُس عرضی مین بعد بیان اُن دلائل اور اصولون کے کہ جو گورنمنٹ نے اس نئی تدبیر تعلیم مین اختیار کیے تھے اُنھون نے یہ صاف بیان کیا کہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہندوستانیون کو عیسائی کرنے کا ہے اور انگریزی تعلیم پر اسقدر کلیتہً توجہ کرنا اور علوم اہل اسلام اور ہنود کو بند کرنے سے صرف یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ لوگون کو عیسائی ہوجانے کی ترغیب دین اور اسطرح پر کلیتہً انگریزی پر توجہ کرنا صرف ایک تدبیر اشاعت دین عیسوی کی قرار دی ہے"۔ اُنھون نے بجواب ایک سوال کے بہ بیان کیا کہ "ایسی تدبیر سے بجاے اسکے کہ سرکار انگریزی کی طرف خیر خواہی اور وفاداری اور ترقی ہو اُسکے برعکس اثر پیدا ہوا ہے اور اُس سے گورنمنٹ کی طرف اور ناراضگی پیدا ہوگی"۔

اظہار مسٹر ٹرونس دربارہ عرضی مسلمانان ۱۸۳۵ء

۱۳۱ - اسقدر معزز اور معتبر اور قابل وقعت گواہ کے بیان سے بڑھکر کوئی اور شہادت نہین

مسلمانون نے اشاعت تعلیم انگریزی کی مخالفت کی اور ہندؤن نے بخلاف اسکے انگریزی علوم کے حاصل کرنیکی خواہش ظاہر کی اور اُسکے وجوہات قابلیت اہل ہنود علوم فارسی مین۔

ہوسکتی اور اُس سے صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسی زمانہ سے بنیاد مسلمانون کی سرکاری مدارس سے اجتناب اپنے کی اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے سے مستقل انکار کرنے کی پیدا ہوئی۔ حالانکہ جیسا میں اوپر بیان کر آیا ہون اعلیٰ درجہ کے ہندؤن کی خواہش تحصیل زبان انگریزی و علوم و فنون یورپ اسقدر بڑھگئی تھی کہ اول تو ۱۸۱۶ء مین اُنھون نے اپنے ذاتی صرف سے ہندو کالج انگریزی تدریس کے لیے قائم کر لیا تھا اور ۱۸۲۴ء مین جبکہ گورنمنٹ نے سنسکرت کالج کلکتہ قائم کرنا چاہا تو بخلاف اُسکے عالی مرتبت ہندو روسا نے بسر گروہی راجہ رام موہن راے کے انگریزی سکھانے کے لیے کالجون کے قائم ہونیکی گورنمنٹ سے درخواست کی تھی۔ پس جو سے مدارس کہ کمیٹی تعلیم نے جابجا اشاعت علم انگریزی کے لیے قائم کیے اُن سے ہندو رعایا سرکار برطانیہ بلاشبہہ پورے طور پر مستفید ہوئی۔ ہندؤن پر چہ سو برس تک مسلمانون کی حکومت رہ چکی تھی اور اُنکی قوم کے ذی وقعت اور معزز لوگون کو اپنی فاتح قوم کی فارسی زبان اور خیالات سے آگہی اور واقفیت ہو گئی تھی۔ وہ اپنے لڑکون کو زبان فارسی مین بلکہ بعض علوم عربیہ مین بھی تعلیم دینے کے عادی ہو گیے تھے۔ اور اُن مین سے بعضے نہایت لیاقت سے مسلمانون کے علوم جو عربی اور فارسی مین ہین حاصل کر چکے تھے۔ بلکہ تصانیف بھی نظم و نثر فارسی اُنکی نامآور اور رائج ہو گئی تھی۔ یہان تک کہ دستور الصبیان مصنفہ لونده راے جو سب سے آسان فارسی انشا رہے اور ایسی اور کتابین جیسے کہ انشاء مادہورام اور تصانیف ٹیکچند بہار اسقدر مشہور اور مسلّم الثبوت کتابین قرار پائین کہ مسلمانون نے بھی اُنکو اپنے اطفال کے درس مین داخل کر لیا۔ بہت سے ہندو فارسی کی نظم و نثر مین کامیاب

اور نام آور گزرے ہین اور چونکہ شاعری مین محض تخلص سے نام مشہور ہوتا ہے اس وجہ سے
بہت سے عمدہ اشعار جو کہ مشہور ہین وہ ہندو شاعرون کے ہین اور ظاہر مین مسلمان کا کلام معلوم ہوتا ہے
اور فارسی دانی کی وجہ سے اُنکی بمقدرت زبان اُردو پر بھی اتنی ہو گئی تھی کہ اُنکا کلام ہندو اور مسلمانون
مین عموماً مقبول اور مرغوب ہوا ہے - فارسی دانی مین کون شخص انکار کر سکتا ہے کہ مرزا قتیل
جو قوم کے ہندو تھے ہندوستان کے نہایت عالی مرتبت شعرا سے فارسی مین اپنے زمانہ
مین شمار ہوتے تھے اور اُن کا نام اور غزلین اور کلام اب تک شہرۂ آفاق ہے
گو کہ مجھکو معلوم ہے کہ اپنے زمانہ کے ملک الشعراء دہلی مرزا اسد اللہ خان غالب جنکو میرے
والد ماجد بوجہ موروثی روابط خاندانی چچا کہتے تھے اور مین اُنکو دادا کے لقب سے مخاطب کرتا تھا -
اُنھون نے مرزا قتیل کے کلام پر اعتراضات کیے - مگر اے **صاحبو** - اس قسم کے مباحث
کی نقادی کرنا صرف عالی مرتبت فارسی زبان کے اساتذہ کا کام ہے - مگر یہ بات اظہر من الشمس
ہے کہ مرزا قتیل اپنے زمانہ کے ایک نہایت نامور فارسی زبان کے شعرا مین سے گزرے ہین
اور اُنکے کلام کے معتقد اور نام کے لیوا تمام ہندوستان کے مختلف جوانب و دیار مین فارسی دان
موجود ہین - اور جب تک کہ ہندوستان کی فارسی دانی کی تاریخ زندہ ہے اُسوقت تک مرزا
قتیل کا نام صفحۂ روزگار سے نہین مٹ سکتا - فارسی زبان کو جانے دو اور اُردو کو لو جو کہ فی الحقیقت
مسلمان فاتحان ہندوستان کی پیدا کی ہوئی زبان ہے اور جسکی ولادت کی حقیقت اُسکے نام
اُردو کے معنی سے ظاہر ہے اور جسمین بڑے بڑے نامور شعراء گزرے ہین - اس زبان
مین بھی بہت سے ہندو سخن فہم اور سخن سنج گزرے ہین کہ جنھون نے زمانہ کے مذاق کے موافق

نظم و نثر لکھی ہے ۔ مثلاً مثنوی گلزار نسیم ہندو شاعر دیا شنکر کی تصنیف ہے اور اُسکا بے باکانہ اور بے ساختہ کلام اسقدر عام پسند ہوا ہے کہ بعض نقاد لوگون کی یہ راے ہے کہ روانیِ کلام اور شستگیِ الفاظ کے اعتبار سے میر حسن کی مثنوی بدر منیر سے کچھہ کم نہین ہے ۔ الغرض ہندوؤن کو فارسی تعلیم پانے مین اور مسلمانون کے علوم کے سیکھنے مین کچھہ عذر باقی نہین رہا تھا ۔ اور جب انقلاباتِ روزگار سے مسلمانون کا دورِ حکومت ختم ہوا اور تاج و تخت اُنکے قابو سے نکل گیا اور سلطنتِ انگلشیہ قائم ہوئی تو اُنکو فارسی چھوڑ کر انگریزی پر توجہ کرنے مین کچھہ دقت یا وجہ کنارہ کشی نہ ہوئی اور جیسے کہ فارسی کو مسلمانی سلطنت کی درباری زبان سمجھتے تھے اُسیطرح بزیرِ حکومت سلطنت برطانیہ انگریزی زبان کو بھی سمجھنے لگے اور جون جون حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کی دیگر ممالک مین پھیلتی گئی اُسی طرح پر علوم و فنونِ انگریزی بھی ہندوؤن مین ترقی پاتے گیے ۔ مسلمانون کا اسعرصہ مین یہ حال رہا کہ باوجود اسکے کہ پولیٹکل اور تمدنی اعتبارات سے اُنکے سر پر سے سایہ ہما جاتا رہا اور روز افزون زوال اور ادبار آرہا تھا اور اُنکی قوم کے ہاتھہ سے دن بدن سطوت حکومت ۔ عزت ۔ دولت ۔ علم بلکہ تمام سامان حسنِ معاشرت نہایت تیزی کے ساتھہ نکلتے جاتے تھے تاہم اُنکو اپنی قوم کی ماضیہ تاریخ اور جو کارہاے نمایان اُسنے ایام سلف مین کیا میدان جنگ مین اور کیا میدان علم و فن مین کامیابی سے کیے تھے فراموش نہین ہوے تھے اور وہ یا تو اپنے باپ دادا کے فخر و اعزاز کی یاد سے غرہ مین بھرے ہوئے تھے اور موروثی بچی کھچی جائداد پر بسر کرتے تھے ۔ یا ایسے خواب غفلت مین تھے کہ گویا اُنکو دنیا و مافیہا سے سروکار ہی نہین علما و دیگر علم دوست شرفا سب کا یہ خیال تھا کہ انگریزی تعلیم اولاد کو دینا اُسکے حق مین سم قاتل ہے

اور رفو ا یہ آدمیون کا کام ہے اور انہین تمدنی اور معاشرت کے اسباب کے ساتھ توہمات و تعصبات مذہبی بھی اُن پر طاری ہے کہ جنکی وجہ سے انگریزی تعلیم یا کسی قسم کی وجہ معاش پیدا کرنا تمدنی اور مذہبی طریق معاشرت شرفاے اسلام کے ناز یبا سمجھتے تھے - پس ادہر تو ہماری قوم باپ دادا کے سبب سے فخاری اور مشیخت مآبی اور بے بنیاد خیالات معاشرت و شرافت اور اسلام کے عالی اصول تمدن کی غلط فہمی مین گرفتار ہے اُدہر ہندوؤن کے ہر درجہ اور رتبہ کے آدمیون نے علی الخصوص بڑے بڑے شہرون مثل کلکتہ و بمبئی و مدراس و پونا و بنارس و آگرہ و دہلی وغیرہ مین علوم انگریزی مین نہایت درجہ کی اعلیٰ ترقی حاصل کی اور رفتہ رفتہ دفاتر سرکاری مین اور بہر عہدہاے جلیلہ پر مامور ہوتے گیے اور تحصیل علوم انگریزی کو ایک اعلیٰ ذریعہ حصول معاش کا گردانا - اور اُنکے مقابلہ مین مسلمان نہ صرف جدید قسم کی تعلیم انگریزی سے بے بہرہ ہے بلکہ رفتہ رفتہ اُنکی اعلیٰ درجہ کی تعلیم علوم و فنون عربیہ بھی گھٹتی گئی اور ذریعہ حصول معاش کی کمی کی وجہ سے شرفا کی دولتمندی بھی کم ہوتی گئی اور جو بیچارے محنتی اور ذہین اور لائق اور مستعد عربی کے دینی و دنیوی علوم کے طالب علم تھے اُن کا بھی کوئی پرسان حال نہ رہا اور اُنکی حالت پر فی الحقیقت بلا شاعرانہ مبالغہ کے یہ شعر حسب حال صادق آتا ہے ؎

مرا بتجربہ معلوم شد حقیقت حال	کہ قدر مرد بعلم ست و قدر علم بمال

تاہم بسبب اس امر کے کہ طریقہ سابق کی وجہ سے جبکہ علوم جدیدہ پر اسقدر توجہ نہ تھی اور عربی دانی اور فقہ دانی عہدہاے قاضی و مفتی و منصفی و صدر امینی و نیز عہدہاے مال مثل تحصیلداری

وڈپٹی کلکٹری کے لیے دلیل لیاقت گردانی جاتی تھی تو بہت سے مسلمان عہدہ وامعزز عہدون پر قائم تھے اور بہت سے عالم اور لائق مسلمان اپنی فقہ دانی کی وجہ سے نہایت لیاقت سے اضلاع مین اور عدالتہاے صدر دیوانی مین سر برآوردہ وکیل تھے کہ جنمین سے بعض ابتک زندہ وسلامت ہین اور بہت آدمیون کی اولاد متوسط الحال مسلمان اشرافون کے مجمعون مین اب بھی نظر پڑتی ہے۔

مسلمانون کی غفلت دربارہ تحصیل علوم وفنون واقتضاے زمانہ۔

۳۲۔ اے صاحبو۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ ہماری قوم کے دل ودماغ مین فی الحقیقت یہ امر ممکن ہی نہین ہے کہ زمانہ اپنی رفتار کو کسی کی خاطر سے روکتا نہین ہے۔ نہ اُسکو کسی خاص قوم یا فرقہ سے مطلب ہے اور اسکو اس بات کی پروا ہے کہ جو قوم وملت انقلاب روزگار اور اقتضاے زمانہ سے ناآگاہ یا بے پروا رہتی ہے اُس پر کیا مصیبتین آوینگی۔ اب عرض سنیے کہ یہان تو انگریزی تعلیم کی طرف سے مسلمانون کا یہ حال کہ اُس سے ہر اعتبار سے متنفر اور خود اپنے قومی علوم وفنون سے بے بہرہ۔ انگلستان مین مدیران سلطنت انگریزی کی تعلیم اہل ہندوستان کی طرف اور توجہ زیادہ ہوئی۔ جو طریقہ تعلیم زبان انگریزی کا لارڈ مکالے کے زمانہ مین ۱۸۳۵ء مین منعقد ہوا تھا اُسکی کامیابی پر نظر ڈالی کہ اُسکے ذریعہ سے صدہا ہندوستانی زبان انگریزی سے واقف اور ماہر ہوگیے اور بعض مستعد طالب علم انگریزی دان ایسے ایسے لائق گزرے کہ عہدہاے جلیلہ کے قابل گردانے گیے۔ مگر اُس زمانہ مین مسلمانون کی خاص پس ماندہ حالت تعلیم انگریزی پر نگاہ بھی نہ پڑی اور اس امر پر صاف طور سے غور نہ کیا گیا کہ جو ترقی تعلیم

انگریزی کی ہوئی تھی وہ صرف ہندؤن نے کی تھی اور مسلمانون مین علی الخصوص اشراف خاندانون مین مطلقاً انگریزی زبان اور علوم کے سکھانے کا رواج نہین ہوا تھا - بلکہ شرفاے اسلام اپنی اولاد کو انگریزی مین تعلیم دینا نہایت نازیبا اور خلاف طریقت اسلامیہ سمجھتے تھے - آپ صاحبون مین اکثر ایسے بزرگ ہین کہ جو میرے اس بیان کے صحیح ہونے کے خود شاہد ہین - کیا اس بیان کے ثبوت مین یہ کم شہادت ہے کہ مین خود چوالیس برس کی عمر کا آدمی اپنے سید ہے نسب مین علی مرتضی اور امام حسین علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر آج تک اٹھتیسوین پشت مین پہلا شخص ہون کہ جسکو زبان او علوم انگریزی مین تعلیم دی گئی اور غالباً آپ صاحبون مین سے ہم عمر جتنے انگریزی دان ہین اُنکی انگریزی دانی کی ابتدا یہی یہی بیان صادق آوے گا - پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ جن اشراف مسلمان خاندانون مین انگریزی تعلیم کا کچھ رواج ہوا ہے اُنمین بھی اب تک ایک پشت انگریزی دانون کی نہین گزری

تحقیقات جو پارلیمنٹ نے ۱۸۵۳ء مین ہندوستان کی تعلیم کے بارہ مین کی اور اُسمین عرضداشت مسٹر کیمرن مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۵۲ء مشعر صلاح انعقاد یونیورسٹی ہاے ہندوستان

۴۳ - اب آگے تاریخانہ واقعات کا سلسلہ بیان کرتا ہون ۱۸۵۲ء و ۱۸۵۳ء مین پارلیمنٹ نے حالات ہندوستان پر بغرض اس امر کے طے کرنے کے کہ آیا ایسٹ انڈیا کمپنی کو بدستور ہندوستان پر متسلط رکھنا چاہیے یا کوئی اور ترقی و تبدیلی کی ضرورت ہے تحقیقات کرنی شروع کی اور اثناے تحقیقات مین اُن بہت سے معزز صاحبان انگریز کے اظہارات لیے کہ جو بعد دیرینہ ملازمت ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان مین جلیل القدر عہدے پاکر انگلستان کو پنشن لیکر واپس گیے تھے - اور ماسوا ان

اظہارات کے جن جن لوگون سے کہ اپنی تحریری آرا یا عرائض پیش کیے وہ بھی اُنھون نے حسب دستور پارلیمنٹ کے لیے منجملہ اُن عرائض کے ایک عرضی قابل بیان† ہے اور وہ ۳۰ نومبر ۱۸۵۲ء کو مسٹر چارلس ہے کیمیرن نے پیش کی - یہ بزرگ ایک نہایت قابل اور ذی مرتبت قانون دان بارسٹر تھے کہ جو اُسی جلیل القدر عہدہ پر ممبری سوپریم کونسل گورنر جنرل کے جلیل القدر مشیر رہ چکے تھے کہ جس عہدہ پر سابق لارڈ مکالے مامور ہوئے تھے - اور اسی وجہ سے وہ کمیٹی تعلیم کے کلکتہ مین چند سال تک پریسیڈنٹ بھی رہے تھے - اُنھون نے اپنی جو عرضی پارلیمنٹ مین دی اُسکا مضمون بلفظہ مفصلہ ذیل ہے :-

عبارت عرضداشت مسٹر کیمیرن مورخہ ۳۰ - نومبر ۱۸۵۲ء

۳۴ - "اس عرض پرداز کو بوجہ رہنے پریسیڈنٹ کونسل اف ایجیوکیشن بنگال کے اس امر کے دیکھنے اور معلوم کرنے کے مواقع ملے ہین کہ ہندوستانی نوجوانون کے گروہ عظیم کو خواہش اور قابلیت تحصیل یورپین لٹریچر اور سائنس یعنی علوم و فنون کی ہوگئی ہے اور اُنمین سے جو زیادہ لائق ہین اُنمین اسقدر قابلیت ہے کہ وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے سول اور میڈیکل کووینینٹڈ عہدون پر مامور کیے جاوین اور عالمانہ پیشون کو اختیار کرین - مگر متذکرہ بالا نوجوان علوم و فنون موصوفہ مین اُسقدر اعلی درجہ کی ترقی کرنے سے جسکی کہ وہ قابلیت رکھتے ہین مجبوراً وجوہات مفصلہ ذیل سے باز رہتے ہین :-

"اوّل - اس وجہ سے کہ برٹش انڈیا مین کوئی یونیورسٹی موجود نہین ہے کہ جسکو اختیار ڈگریات یعنی خطاب مدارج علمی عطا کرنے کا اختیار ہو جیسا کہ یونیورسٹی ہاے یورپ کو حاصل ہے"

---

† *Printed Parliamentary Papers (1853) vol I p. 5103*

"دوم - اس سبب سے کہ یورپین معلم جو کہ ہندوستانی نوجوانون کی تعلیم کے لیے مقرر ہین وہ کسی کوسے نیٹڈ سروس یعنی اعلیٰ درجہ کی ملازمت ایسٹ انڈیا کمپنی مین داخل نہین ہین اور اس وجہ سے انکا علم و فضل کتنا ہی ہو وہان کی سوسائٹی کے حالات کے موافق اُنکے شاگرد اُنکی کماحقہ قدر و منزلت نہین کرتے -

"سوم - اس سبب سے کہ کوئی انتظام ایسا نہین کیا گیا ہے کہ جس سے ہندوستانی نوجوانون کی تعلیم انگلستان مین اس نہج سے ہو سکے کہ اُنکی ذات اور مذہبی قیود و خیالات مین خلل نہ پڑنے -

مقاصد عرضداشت مسٹر کیمرن -

۳۵ - "پس یہ عرضی بہ از امور ذیل کی التجا کرتا ہے :

"(۱) یہ کہ ایک یا اُس سے زیادہ یونیورسٹیان برٹش انڈیا مین قائم کی جاوین -

"(۲) یہ کہ تعلیم کی ایک کوسے نیٹڈ سروس یعنی اعلیٰ متعہدہ ملازمت کا طریقہ قائم کیا جاوے مثل کوسے نیٹڈ سول سروس اور مڈیکل سروس کے -

(۳) یہ کہ ایک یا اُس سے زیادہ درسگاہین ایسی قائم کی جاوین کہ جنمین ہندوستانی نوجوان انگلستان مین رہکر بلا کسی قسم کے خلل کے جو کہ اُنکی ذات یا مذہبی قیود پر ہرج پہنچاوے ایسی دنیوی تعلیم حاصل کرین کہ جس سے وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے سول اور مڈیکل سروس مین داخل ہونے کے لائق ہو جاوین "

سر چارلس ووڈ کا ڈسپیچ بابت تعلیم مورخہ ۱۹ - جولائی سنہ ۱۸۵۴ء بنام گورنمنٹ آف انڈیا کہ جو بنیاد محکمہ تعلیم اور مصلحت ملکی ہے

۳۶ - اِسی نہج کے آرا اور بڑے بڑے ذی وقعت اور معزز صاحبان انگریز نے جو ہندوستان مین

جلیل القدر اور بلند مرتبت عہدون پر رہ چکے تھے ظاہر کین - مثلاً سر چارلس ٹریولین جنھون نے کہ ایک مستقل رسالہ اشاعت تعلیم انگریزی کے حق مین ۱۸۳۸ء مین تحریر فرماکر چھپایا تھا اُسکے خلاصجات بھی پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیے گئے - الغرض بعد مباحث بسیار اور بحث ویز کے سر چارلس وُڈ نے (جنکو بعد مین خطاب لارڈ ھیلیفیکس کا دیا گیا) ازطرف کورٹ آف ڈائرکٹرز ایک ڈسپیچ یعنی خریطہ بطور ہدایت نمبر ۴۹ مورخہ ۱۹ - جولائی ۱۸۵۴ء گورنمنٹ آف انڈیا کو ارسال کیا کہ جسمین نہایت صاف الفاظ مین وہ اصول بیان کیے کہ جنکے موافق گورنمنٹ کی پالسی یعنی مصلحت سلطنت کو عمل کرنا واجبی قرار دیا گیا - اُسی ڈسپیچ† مین ایسی تدبیر انتظام تعلیم ہندوستان قرار دی گئی کہ جو اسقدر وسیع اور جامع تھی کہ نہ سوپریم گورنمنٹ آف انڈیا کو اور نہ لوکل گورمنٹون کو ایسے وسیع انتظام کا مجاز تھا - اس ڈسپیچ کے جاری ہونے تک جو کچھہ سعی گورنمنٹ نے اشاعت تعلیم مین کی تھی وہ نہ تو اصولاً یکسان تھی اور نہ اُسکا مقصود اسقدر وسیع تھا - جو سالانہ روپیہ کہ تعلیم عامہ مین خرچ ہوتا تھا وہ اسقدر قلیل اور غیر محقق تھا کہ سررشتہ تعلیم کسی خاص محکمہ سلطنت کے توجہ کے لائق نہ شمار ہوتا تھا - جو تعلیمی انتظام کہ اِس ڈسپیچ کے ذریعہ سے منعقد ہوا وہ اپنی نوعیت اور وسعت مین حالات زمانہ موجودہ سے بہت آگے بڑھا ہوا تھا - درحقیقت یہ سمجھنا چاہیے کہ اُسمین ایک نہایت اُستادانہ اور مدبرانہ

---

† Resolution of the Government of India appointing Education Commission 1882; Vide Appendix A. to the Education Commission Report (1882) p. 623.

خاکا آئندہ کی طرز تعلیم کا کھینچدیا گیا تھا اور اُس خاکے کے جزئیات کی نقشہ پری کو مکمل کرنے کے لیے سالہا سال درکار تھے۔

مضمون ڈسپیچ ۱۹ جولائی ۱۸۵۴ء جس سے تعلیم کی پالسی گورنمنٹ ظاہر ہوتی ہے۔

۳۷۔ یہ ڈسپیچ فی الحقیقت ہندوستان کی تعلیم کے حق مین چارٹر یعنی فرمان شاہی کی منزلت رکھتا ہے اور اس وجہ سے اُسکے اصولون کا مختصر حال بیان کرنا بیکار نہ ہوگا۔ اُسمین گورنمنٹ آف انڈیا کو اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ ہندوستان کی ترقی تعلیم پر خاص توجہ کی جاوے اور علی الخصوص زبان انگریزی اور دیسی السنہ کے اشاعت کی وسیع فکر کی جاوے اور ان اغراض کے حاصل کرنے کے لیے مفصلہ ذیل تدابیر اختیار کی جاوین[†]:۔

(۱) جداگانہ محکمۂ گورنمنٹ انتظام سررشتہ تعلیم کا قائم کیا جاوے۔

(۲) ہر پریسیڈنسی کے دارالخلافہ مین یونیورسٹیان قائم کیجاوین۔

(۳) معلمین کو طیار کرنے کی غرض سے مختلف درجہ کے اسکولون کے لیے درسگاہین قائم ہون۔

(۴) موجودہ سرکاری کالج اور ہائی اسکول بدستور قائم رہین اور اُن کی تعداد رفتہ رفتہ بڑہائی جاوے۔

(۵) مڈل اسکول یعنی متوسط درجہ کے مدرسے جدید قائم کیے جاوین۔

(۶) دیسی مدرسون پر بغرض ابتدائی تعلیم کی اشاعت کے زیادہ توجہ کی جاوے۔

[†] Vide Education Commission Report (1882) p.22.

(۷) انتظام گرانٹ ان ایڈ یعنی امداد مالی گورنمنٹ کے مدارس کے علاوہ دیگر مدارس کو دینے کا طریقہ قرار دیا جاوے۔

تدابیر مملکت ڈسپیچ مذکور

۳۸ - اصول عام اور پالسی یعنی تدبیر مملکت جسپر کڈ ڈسپیچ ۱۸۵۴ء کے ہدایات مبنی تھے اُسی خریطہ کے فقرات ذیل سے عیان ہوتے ہین - اُسمین یہ لکھا ہے کہ: -

فقرات ڈسپیچ ۱۸۵۴ء دربارہ مقاصد گورنمنٹ متعلق اشاعت تعلیم

۳۹ - "بہت بہتر ہوا کہ اعلیٰ درجہ کے لوگون کو ہر قسم کا موقع تحصیل علوم یورپ کا دیا گیا اور یہ توقع کی جاتی ہے کہ اُس تعلیم کا اثر رفتہ رفتہ اُنکے تمام ہموطن لوگون تک پہنچیگا اور بالآخر کل ملک کی تعلیمی حالت اعلیٰ ہو جاوے گی - پس یہ تصور کرنا چاہئیے کہ اُن کوششون کی کامیابی کی جو اس تعلیم کے معاملہ مین ہو چکی ہے ہم کافی قدر نہین کرتے - لیکن اعلیٰ درجہ کے لوگون کو اپنی تعلیم کے مصارف کا معتدبہ حصہ برداشت کرنے کی مقدرت بھی ہے اور وہ اُسکے متحمل ہونے پر آمادہ بھی ہین اور یہ امر بخوبی ہویدا ہے کہ بعض ممالک ہندوستان مین کسی قسم کی مصنوعی اعانت یا ترغیب کی اب ضرورت باقی نہین ہے کہ وہان کی رعایا کو ایسی تعلیم کے حاصل کرنے کی خواہش پیدا کرائی جاوی کہ جیسی گورنمنٹ کے اینگلو ورنیکلر کالجون مین دی جاتی ہے - ہمنے ایسے کالجون کے قائم کرنے اور اعانت دینے سے بتلا دیا ہے کہ کس نہج پر کشادہ دل تعلیم حاصل ہو سکتی ہے اور ہمنے اس قسم کے مدارس کو نہایت فراخی کے ساتھہ سرکاری روپیہ سے امداد دی ہے - مزید برآن اب ہم مستعد ہین کہ یونیورسٹیون کے قائم کرنے کا حکم دیکر مکمل طور پر باشندگان ہندوستان کو ایسی اعلےٰ سے اعلیٰ تعلیم دلویں کہ جس درجہ تک پہنچنے کی کسی ملک و دیار کے باشندون کو آرزو ہو سکتی ہے

علاوہ اسکے یونیورسٹی کی ڈگریون اور علمی خطابون کو مختلف شاخہاے علم پر تقسیم کرنے سے
اعلی درجہ کے تعلیم یافتہ اشخاص کو رجحان خاطر پیدا ہوگا کہ اُن مختلف علوم و فنون پر توجہ کرین
کہ جسکے ذریعہ سے وہ عمدہ پیشے اوقات بسری کے اختیار کرین - پس جبکہ ہم اتنا کرچکین گے
تو ہمارا تک کسی گورنمنٹ کو واجب ہے اُسقدر ہم فوائد تعلیم ہندوستان کے اعلی درجہ کے
لوگون کے سامنے مدنظر کرچکین گے - فی الحال اس سے بھی زیادہ ایک اور اہم امر ہے
کہ جسپر ہماری توجہ مبذول ہونی چاہیئے اور ہم تسلیم کرتے ہین کہ اُس امر کی طرف سے ہم غافل
رہے ہین - وہ امر یہ ہے کہ کس ذریعے سے مفید اور کارآمد علم کی اُس نہج پر اشاعت کیجاوے
کہ ہر درجہ کے لوگون کی حیثیت اور وقعت کے لائق ہو - اور رعایاے عامہ کے جم غفیر
تک کارآمد علوم پھیلاے جاوین کہ جنکو کسی قسم کی تعلیم حاصل کرنے کی خود مقدرت مطلق نہین
ہے - اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آئندہ گورنمنٹ اِن لوگون مین اشاعت تعلیم پر توجہ کرے
اور اس مقصد کے حصول کے لیے ہم معتدبہ اضافہ اخراجات کی منظوری کرنے پر مستعد ہین"

انعقاد جداگانہ محکمجات تعلیم مختلف صوبجات ہندوستان مین جو حسب ڈسپیچ مذکورہ بالا قائم ہوے اور مسلمانون کی تعلیم پر اُسکے بے اثر ہونیکے وجوہات

۴۰ - اسی ڈسپیچ کے احکام کے موافق جداگانہ محکمے تعلیم کے ۱۸۵۵ء اور ۱۸۵۶ء مین مختلف ممالک ہندوستان مین قائم کیے گیے اور ۱۸۵۷ء
مین کلکتہ اور مدراس اور بمبئی مین جداگانہ یونیورسٹیان قائم کی گئین - اور بنیاد اعلی سے
اعلی تعلیم علوم و فنون یورپ کی ڈالی گئی - مگر اے حضرات ہمکو تو زیادہ تر اس امر کا دیکھنا ہے
کہ ہم بیچارے غریب پس ماندہ اور خراب و خستہ کم مایہ اور بے بضاعت قوم مسلمانان کا باعتبار

تعلیم کے کیا حال رہا - حقیقت حال یہ ہے کہ جسکا اعتراف ہمکو غمزدہ صدقِ دل سے کرنا چاہیے کہ اُسی دس بارہ سال قبل از غدر کے ایام مین چونکہ کچھہ کچھہ مسلمانون کے ذی وجاہت اور ذی مقدرت لوگ موجود تھے اور بہت سے سرکاری عہدون پر مامور تھے اس وجہ سے مسلمان اشرافون کو پورے طور پر تعمق کے ساتھہ خیال کرنے کا موقع ہی پیدا نہ ہوتا تھا کہ ہماری آئندہ کی نسلون کے لیے زمانہ کیا سامان طیار کر رہا ہے اور ہم اُنکے لیے پرورش اور پرداخت کی غرض سے کس قسم کا بیج بو رہے ہین - میرے دل سے آپ سچ پوچھیے تو میری ذاتی راے یہ ہے کہ جو پولیٹیکل اور تمدنی اور مالی خرابیان مسلمانون کی حکومت اور دولت اور عزت پر زوال آنے سے شاہ عالم بادشاہ کے عہد سلطنت کے پہلے سے آرہی تھین اُن کا خراب اثر نہ صرف ہماری قوم کے مالی مرفہ الحالی اور تمدن اور معاشرت پر پڑا بلکہ نیز ہمارے قومی خیالات اور اخلاق اور ہر نہج کی فرخندہ حالی پر زوال آیا - ہان اسمین کچھہ شبہہ نہین ہے کہ بعض بعض مشہور شہرون اور قصبون مین جہان جہان اہلِ علم کے خاندان بسگیے تھے وہان باوجود پولیٹیکل انقلابات کے علوم عربی کا کچھہ عرصے تک چرچا جاری رہا - مگر اُن لوگون مین بھی مرفہ الحالی کم ہوتی گئی اور اعلی درجہ کے علوم پر پوری توجہ کرنے کے لیے جو فارغ البالی درکار ہے وہ روز بروز کم ہوتی گئی اور اُسکے ساتھہ علم بھی کم ہوتا گیا -

نہایت سچا اور پرزور قول ہے اُن بلند پایہ حکماے یورپ کا جنھون نے کہ حالات بنی نوع انسان کی ثروت اور زوال کے اسباب دریافت کرنے کا علم پولیٹیکل اکونومی اور پولیٹیکل فلاسفی قائم کیا ہے کہ کوئی قوم جو کم مایہ اور بے استطاعت ہو جسکو کہ حوائج زندگی کے اسباب مہیا کرنیکے

وسائل حاصل نہ ہون ایسی قوم مین کبھی علم وہنر دینی یا دنیوی فروغ نہین پاسکتا - کون دیگا عزت ایسے عالم کی کہ جسکی کل قوم ایسی افسردہ حال اور علم سے بے بہرہ ہو کہ اُسکے علم کی خوبی کو سمجھ سکے نہ اُسکی لیاقت کی قدر کرسکے - کیا اعزاز ہوگا ایسی قوم کے عالمون کا جو قوم خود محتاج اور خستہ حال ہو اور جسکے نیک چلن اور خوش اخلاق شریف خاندان کے لوگون کا بھی عسرت کے سبب سے یہ حال ہو کہ ؎

شب جو عقد نماز بربندم	چہ خورد بامداد فرزندم

تعلیمی وتمدنی حالت مسلمانون کی قریب ایام غدر ۱۸۵۷ء -

۴۱ - اے حضرات - ہمنے مانا کہ ایام غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے ایسے نواب زادے اور امیرزادے کچھ موجود تھے کہ جنکو افلاس نے اپنا کریہہ منظر چہرہ نہین دکھلایا تھا - جو عسرت کی تلخوش اور کھٹی میٹھی ناز و ادا سے آشنا نہو سکے تھے اور جو زمانہ کی تندخوئی اور ترش روئی سے کچھ بھی سابقہ نہ رکھتے تھے - اور ہان لوگ ایسے بھی بعضے قانع المزاج لوگ تھے کہ جو اپنے حوصلون اور مرادون کو چھوڑ کر کسی نہ کسی طرح پر بقول زمانہ باتو نسازد تو با زمانہ بساز - بسر اوقات کرتے تھے - ہمنے یہ بھی مانا کہ ہماری قوم مین اس آخری زمانہ مین بھی بڑے عابد اور زاہد درویش صفت اور فرشتہ خو مقدس بزرگ تھے کہ جنکے انفاس متبرکہ سے قوم اسلام کو فخر اور اُنکی دینی اور اخلاقی بہبودی ہوتی تھی - اس بات کو بھی ہمنے مانا کہ آخری زمانہ مین بھی بعضے ایسے علماے کبار موجود تھے کہ جنکے علم کی دریا کی دہارون سے بہت سے تشنگان علم کی پیاس بجھتی تھی اور جنکی عالی ظرفی اور بلند ہمتی سے منبع علم وفضل کے خشک نہ ہونے پاتے تھے -

مسلمانوں کی خراب حالت باعتبار تمدن و معاشرت اور علم جو بوجہ تاریخی واقعات ماضیہ کے ہو گئی تھی

۴۲- مگر اے حضرات جو لوگ مستثنیات روزگار تھے خواہ وہ باعتبار دولت و مقدرت ہوں خواہ وہ علم و فضل کی وجہ سے شہرۂ آفاق ہوں ان کوئی قاعدہ عامہ کسی قوم کے لیے قائم نہیں ہو سکتا۔ عقلاے انگلستان نے اور نیز اُنکے نامور مدبران سلطنت نے یہ قرار دیا ہے کہ جس قوم کی حالت کا موازنہ کرنا چاہو تو اُس قوم کی متوسط الحال اشرافون کی حالت پر قیاس کرنا چاہیے کہ یہی طبقہ ہر قوم کا بمنزلہ اُسکی ریڑ کی ہڈی کے ہے کہ جسکی وجہ سے جسم انسانی کا قیام اور استحکام ہوتا ہے - اور جس قوم کو پاؤ کہ اُسکے متوسط الحال اشراف فرخندہ حال نہیں ہین تو جان لو کہ وہ قوم بھی خمیدہ پشت ہے اور فرخندہ حال نہیں ہے - پس اے صاحبو جبکہ ممالک بنگال اور مدراس او بمبئی مین ہندؤن کے شرفا اپنی اولاد کو انگریزی علوم و فنون مین تعلیم دینے کے لیے گرمجوشی سے سعی کر رہے تھے اور اس بارہ مین گورنمنٹ کو عرضداشتین پیش کر رہے تھے اور سرکار دولتمدار انگلشیہ اشاعت تعلیم انگریزی کی تدبیر سوچ رہی تھی اور جابجا اعلی سے اعلی درجہ کے کالج اور اسکول بنا رہی تھی اور اعلی درجہ کی یونیورسٹیان قائم کر رہی تھی - پوچھنا چاہیے کہ ہم مسلمان بھائی کس سوچ بچار مین تھے - غور فرمایئے اور حقیقی واقعات کو یاد کیجیے کہ ہماری قوم کے متوسط الحال شرفا اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے کیا سامان مہیا کر رہے تھے - کیا یہ بات حق نہین ہے کہ مستثنیٰ چند اشخاص کو علحدہ کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہماری قوم کے پس ماندہ نواب زادون اور امیرزادون کی یہ حالت تھی کہ تحصیل علوم دینی و دنیوی کو روٹی مانگنے والے طالب علمون کا کام سمجھتے تھے اور اپنی

شان سے یہ بات نہایت بعید سمجھتے تھے کہ کسی قسم کی سعی اعلیٰ درجہ کے علوم حاصل کرنے مین کرین - اُنکی تمدنی اور اخلاقی حالت ایسی کہ ناگفتہ بہ - قوم کی بہبودی کی فکر سے نا آشنا - زمانہ کے انقلاب سے اور آثار روزگار سے ناآگاہ اور لاپروا - جو کچھ بچے کھچے متمول رہ گیے تھے وہ اپنے باپ دادا کی کمائی ہوئی دولت کے گھمنڈ پر ایسے نازان تھے گویا اُنکی زبان سے بے ساختہ یہ شعر حسب حال نکلتا ہے ؎

ما را بجہان خوشتر ازین یک دم نیست		کز نیک و بد اندیشہ و از کس غم نیست

متوسط الحال اشرافون کا بھی یہ حال تھا کہ انقلاب روزگار اور پابندی و پستی زمانہ نے اُنکو ایسا مردہ دل اور خستہ حال کر رکھا تھا کہ سب پر ایک قومی اضمحلال اور نحوست طاری ہو گئی تھی - کاہلی اور سہل انکاری کا نام قناعت رکھ لیا تھا - مفلوک الحالی کو درویش منشی سمجھنے لگے تھے - تحصیل زبان انگریزی کو خلاف مذہب اور اُسکے ذریعہ سے روٹی کمانے کو سفلہ پن سمجھتے تھے - اور سچ تو یہ ہے کہ اُنکا عمل اسپر تھا کہ ؎

اب تو آرام سے گزرتی ہے		عاقبت کی خبر خدا جانے	

پس ہماری قوم کا تو یہ حال کہ کالج قائم کر دیا اسکول قائم کر دو - مدرسے کھولو یا یونیورسٹیان منعقد کرو مفید اور کارآمد علوم جدیدہ سے دیگر اقوام کے نوجوانوں کو مرفہ الحال اور دستمند کرو - جو بیا ہو سو کرو - مگر ہم وہ ہین کہ ہمارے لیے کالجون اور اسکولون اور یونیورسٹیون کا ہونا نہ ہونا برابر ہے - ہم وہ ہین کہ رسی جل گئی مگر اُسکا بل نہین جلتا - ہان سچ ہے ! مگر یہ بھی سچ ہے کہ جلی ہوئی رسی معہ اپنے بل کے خاک ہو کر دہوں کی طرح سے اُڑ جاتی ہے - اُس زمانہ مین جبکہ ایسے

خیالات ہماری قوم مین جاگزین تھی بہلا وہ اپنی اولاد کی تعلیم و ترتیب کی کیا فکر کر سکتے تھے - اُنکے بیچارے اپنے ہم زمانہ لوگون کے حسب حال خوب دعا مانگتے تھے ؎

کریما ببخشائے بر حالِ ما　　کہ ہستم اسیرِ کمند ہوا

اور اپنے مربیون اور سرپرستون کی اپنی طرف سے لاپروائی دیکھہ کر یہ دعا مانگتے تھے ؎

نداریم غیر از تو فریاد رس　　تو ئی عاصیان را خطا بخش و بس

جو لڑکے کہ ذرا عمّ کا پارہ پڑھ کر آمد نامہ شروع کرکے عنفوان شباب کے احوال سے کچھہ کچھہ آگاہ ہوتے تھے وہ بھی حسبِ حال کیا پڑھتے تھے ؎

ما مقیمان کوے دلداریم　　رُخ بدنیا و دین نمے آریم

یا اگر کچھہ زیادہ طباع ہوے اور کچھہ شاعری کے کرشمے سے بھی مذاق پیدا ہوا تو کیا تھا کہ ؎

اے داغ بر دل از غمِ خالِ تو لالہ را　　شرمندہ ساخت آہوے چشمت غزالہ را
از انفعال لعلِ لبت لالہ در چمن　　دیگر بدست خویش نگیرد پیالہ را
آگہ نگشت شاہدِ گل گرچہ صد ہزار　　بلبل ز روے درد کشید آہ و نالہ را

اِن بیچارے معصوم خستہ حال اور پژمردہ دل اطفال کو نہ یہ معلوم کہ یہ باتین کس سے خطاب کیجاتی ہین - نہ یہ معلوم کہ لالہ کیسا اور چمن کیسا اور شاہد گل کیسا اور وہ بلبل کیسا کہ جسنے درد دل سے آہ و نالہ کیا - اُنکے سامنے تو اپنی قوم کے افلاس اور پریشانی کی وجہ سے جو منظر کہ دکھائی دیتا تھا ایک ویرانہ تھا کہ جسکو چمنستان تعبیر کرنا ہرزہ گوئی ہے - باغ تو تہا مگر کیسا؟ اُستاد

حالی نے اپنی بے مثل نظم مدوجزر اسلام کے مسدسون مین اسقدر پاکیزہ الفاظ اور شستہ زبان سے وہ تاریخی حالات شاعری کے پیرایہ مین بیان کیے ہین کہ اُس سے بڑھ کر کوئی وقائع نگار بھی حقیقت آموزی کی راہ سے بلاغت اور شستگی کلام اور عمدگی الفاظ سے بیان نہین کر سکتا

مسدس

پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر — جہان خاک اُڑتی ہے ہر سو برابر
نہین تازگی کا کہین نام جس پر — ہری ٹہنیان جھڑ گئین جسکی جل کر
نہین پھول پھل جس مین آنیکے قابل
ہوے روکھ جسکے جلانے کے قابل

جہان زہر کا کام کرتا ہے باران — جہان آکے دیتا ہے رو ابر نیسان
ترو تازہ سے جو اور ہوتا ہے ویران — نہین راس جسکو خزان اور بہاران
یہ آواز پیہم وہان آرہی ہے
کہ اسلام کا باغ ویران ہی ہے

جون جون تباہی اور بربادی ہماری قوم پر آتی جاتی تھی اُتنی ہی مردہ دلی - افسردہ حالی - کم ہمتی - سہل انکاری - کاہلی قوم مین بڑہتی جاتی تھی - ہماری قوم کی حالت مرض مین مبتلا تھی مگر اُس مرض کے تشخیص کرنے مین ہم سے غلطی ہوئی - ہماری قوم نے اپنی بیماری کو عشق کا سا مرض کر لیا کہ

مریض عشق پر رحمت خدا کی — مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی

پژمردہ دلی اور بے ہمتی مسلمانون کی بوجہ افلاس وحوادثِ روزگار اور اُن کا اپنی اولاد کی تعلیم کی طرف سے لاپروا ہونا۔

۳۴۔ اے حضرات ۔ درحقیقت ہماری قوم انقلاب روزگار اور پریشانی حال سے ایسی پژمردہ خاطر اور خستہ دل ہو گئی تھی کہ اُنکو خود اپنی ہی خبرگیری دشوار ہو گئی تھی اور آیندہ نسلون کی تعلیم و تربیت اور بہبودی کے خیال کرنے کا کیا محل و مقام تھا اور کیا گنجایش تھی ۔ جو لوگ کہ کسیقدر سن رسیدہ تھے اور بلندی و پستی زمانہ کو بھگت چکے تھے وہ بھی بجاے اسکے کہ کچھ بلند ہمتی کرین یا اپنی قوم کی بہتری کے لیے کچھ تدابیر سوچین اُنھون نے بھی اپنی اقتضاے عمر اور پیرایۂ روزگار کے موافق اپنے حسبِ حال ایک مردہ دلی فلسفہ حیات بسری کا اختیار کر لیا تھا کہ ؎

مکن تکیہ بر عمرِ ناپایدار	مباش ایمن از بازیِ روزگار

رباعی

دنیاے دنی کو جو کہ فانی سمجھے	اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریاے حقیقت کو وہی جاوے پیر	جو مثلِ حباب زندگانی سمجھے

ایسے بزرگون سے یہ امر استفسار طلب رہ گیا کہ آپ تو عمر بسر کر گیے اور دریاے حقیقت کو بھی تیر گیے ۔ مگر اپنی بیچاری معصوم پس ماندہ اولادون کو اِس کنارے پر کس سازوسامان کے ساتھ چھوڑ گیے اور اُنکے لیے سامانِ اوقات بسری یا انتظامِ عبورِ دریاے حقیقت کیا کر گیے اُن کا تو یہ حال ہے کہ اگر آپ کی طرح وہ بھی عبورِ دریاے حقیقت کا عزم کرین تو اُنکے حسبِ حال یہ ہے کہ ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین حائل	کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

تباہی مسلمانونکی حالت کی بوجہ مصائب غدر ۱۸۵۷ء

۴۴ - اے حضرات - حقیقت حال یہ ہے کہ جو زوال اور تنگدستی اور فرسودہ حالی ہماری قوم پر آرہی تھی وہ اپنے آہستہ آہستہ ایسے قدم رکھ رہی تھی کہ گو مہلک بیماری تھی مگر اُسکا اثر ایسا رفتہ رفتہ ہوتا تھا کہ بخوبی نمایان طور پر ہویدا نہ ہوتا تھا - مگر حقیقت مین قوم نیم جان ہوگئی تھی - اور پہر کیا ہوا؟ دفعتہً بقول شخصے کہ مرتے کو مارے شاہ مدار - وہ قہر ربّانی نازل ہوا کہ جس سے وہ شورا فزا مصائب اور جانکاہ مصیبتین پہر نازل ہوئین کہ جسکو ایام غدر ۱۸۵۷ء نے دکہا دیا - اُسکے سبب سے جو بچی کہچی دولت و عزت و ثروت و حکومت و مقدرت ہماری قوم مین باقی رہی تھی وہ بھی دفعتہً جاتی رہی اُس زمانہ کے آفات اور مصائب مین اپنی آنکہ سے دیکہ چکا ہون - وہ مصائب خود مجہہ پر گزر چکے ہین اُنکا مین خود چشم دید گواہ ہون - اور اُنکے غمزدہ بیان کا متحمل ہونا دشوار ہے - پس غدر کے حالات پر ایک پردہ ڈالنا بہتر ہے - مگر بعد اختتام غدر حالات اُس قوم کے کہ جسکو ہم ۱۸۵۵ء اور ۱۸۵۶ء مین کسیقدر خوش حال دیکہ چکے تھے اُسکی کیفیت برس دن کی مفارقت کے بعد پہر ملنے پر کیا نظر آئی؟ اُسکا ہی حال اُستاد حالی سنے کس لطافت اور کمال سے عبرت انگیز الفاظ مین اپنے مسدسون مین بیان کیا ہے کہ جس سے حقیقی واقعات ظاہر ہوتے ہین کہ ہماری قوم کا بعد غدر کیا حال ہوگیا تھا **مسدس**

بہت آگ چلمون کی سلگانے والے	بہت گہانس کی گٹھڑیان لانے والے
بہت دربدر رانگ کرکھانے والے	بہت فاقہ کر کر کے مرجانے والے

جو پوچھو کہ کس کان سے ہین وہ جوہر
تو نکلین گے نسل ملوک ؑ نین اکثر

انہین کے بزرگ ایک دن حکمران تھے
یہی ہامن عاجز و ناتوان تھے

انہین کے پرستار پیر و جوان تھے
یہی مرجع دیلم و اصفہان تھے

یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی
انہین کے گھرون مین تھی صاحبقرانی

یہ سلسلہ قوم اسلام عبرت کی جا ہے
جسے دیکھیے افلاس مین مبتلا ہے

کہ رشت ہون کی اولاد در در گدا ہے
جسے دیکھیے مفلس و بینوا ہے

نہین کوئی اُن مین کمانے کے قابل
اگر ہین تو ہین مانگ کھانے کے قابل

مسلمانون کا اپنی اولاد کو تعلیم نگریزی نہ دیسکنا بوجہ افلاس کے۔

۴۵ ۔ اے حضرات ۔ آپ خود اس دردناک اور اُستادانہ کلام کی تصدیق کرینگے پس

ایسی قوم کہ جسکا یہ حال ہوگیا ہو وہ اُن کالجون مین اپنی اولادون کو کیا تعلیم دیگی اور اُن یونیورسٹیون سے کیا بہرہ اندوز ہوگی کہ جو سرکار دولتمدار انگلشیہ نے اشاعت علوم و فنون انگریزی کے لیے مہیا کی تھین ۔ کیا مستفید ہوگی وہ قوم کہ جسکے اشراف زادے نان شبینہ سے محتاج اور بہت اونمین سے لاوارث اور یتیم ہو گیے تھے ۔ کیا تدابیر ترقی و اشاعت علم و ہنر ہو سکتی تھی ایسی قوم سے کہ جو پراگندہ روزی پراگندہ دل کی مصداق بن گئی تھی ۔ واقعات تاریخ پر نظر ڈالیے اور دیگر ممالک اور

اقوام کی سرگزشت کو دیکھیے کہ وہ کیا سبق سکھاتے ہین - علم و ہنر - کمالات ظاہری و باطنی - تمول اور آسودہ حالی کے ساتھہ ساتھہ ترقی پاتے ہین - آپ ہی خود اپنی قوم اسلام کی تاریخ کو دیکھیے کہ جو زمانہ انکی خوش حالی اور ثروت کا تھا وہی زمانہ اُنکی علمی اور ہر قسم کے فن کی ترقی کا تھا - ڈاکٹر اسپرنگر جو ایک نامور عربی دان جرمن قوم کا عالم گزرا ہے اور اُسنے ابن حجر عسقلانی کی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب کے چھاپتے وقت ایک دیباچہ لکھا ہے جسمین یہ لکھا ہے کہ

قدیم حالت مسلمان مصنفین کی حسب راے ڈاکٹر اسپرنگر

۴۶ - "مسلمانون کے لٹریچر یعنی علم ادب کو اپنے عالمون کے احوال نویسی سے بڑا فخر ہے - دنیا مین کوئی ایسی قوم نہ موجود ہے نہ کبھی ہوئی ہے کہ جسنے اپنے ہان کے بارہ صدی کے علماے کبار کی سوانح عمری تحریر کیے ہون - مسلمانون کی سوانح عمری کی کتابین اگر ہم جمع کرین تو ہمکو غالباً معلوم ہوگا کہ اونمین پانچ لاکھہ مشہور اور نامآور اشخاص کا ذکر ملے گا - اور یہ پایا جاوے گا کہ کوئی قرن دہ سالہ مسلمانونکی تاریخ کا ایسا نہین ہے اور کوئی مقدم مقام اُنکے ملک کا ایسا باقی نہین ہے کہ جنکے نامآور لوگون کا ذکر اور سوانح عمری نہ ملے"

یونیورسٹیون کی تعلیم سے مسلمان کہانتک مستفید ہوے -

۴۷ - اے **حضرات** - یہ زمانہ سلف کی باتین ہین کہ جب قوم اسلام تمام دنیا کی قومون سے ممتاز تھی - جبکہ اسلام کا بول بالا تھا اور کیا باعتبار دولت و منزلت اور کیا باعتبار علم و ہنر دیگر اقوام ہماری دست نگر تہین - اغراض موجودہ کے لیے دیکھنا چاہیئے کہ بعد غدر ۱۸۵۷ء کے جو کالج اور یونیورسٹیان اشاعت زبان انگریزی کے لیے قائم ہوئی تہین اُن سے مسلمان کہانتک مستفید ہوے -

اسکے بیان کرنے کیلیے مین چند فقرات محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڈھ کے ٹرسٹیون کی

اُس ایڈریس سے لیتا ہون کہ جو اُنہون نے تہوڑا عرصہ ہوا کہ سر چارلس کروسویٹ لفٹنٹ گورنر

اضلاع شمال مغربی کی خدمت مین بروقت اُنکی تشریف آوری کے ۵ اگست ۱۸۹۳ء کو پیش

کی تھی - کیونکہ اس مدرسۃ العلوم کی بنیاد کی وقائع نگاری بمنزلہ ایک تاریخ کے ہے جس سے

احوال اُن کوششون کا نکلتا ہے کہ جو مسلمانون مین علوم و فنون انگریزی کی اشاعت کے

لیے کی گئی ہین :-

عبارت ایڈریس ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم علیگڈھ جو سر چارلس کروسویٹ لفٹنٹ گورنر شمالی مغربی اضلاع و اوده کو دی گئی -

۴۸ - اُس امر مین کچھہ کلام نہین ہے کہ ہندوستان کی دوسری قومون کے مقابلہ مین مسلمان انگریزی تعلیم مین نہایت پیچھے ہین اور اُس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ باشندگان ہند کے تمام دوسرے فرقون سے ہر ایک بات مین جو اُنکی عقلی - اخلاقی - تمدنی اور ملکی بہبودی سے متعلق ہے بہت پیچھے رہ گیے ہین - اِن قابل افسوس واقعات کے اصلی اسباب کسیقدر تمدنی اور کسیقدر مذہبی امورات ہین - اُن بے بنیاد تعصبات سے پیدا ہوے ہین جنکے لحاظ سے خود مسلمانون کی قوم خاصکر قابل الزام ہے کیونکہ (جیسا کہ اُن تعصبات کا نتیجہ ہوا ہے) عظیم الشان انگریزی سلطنت کی صلح جو رعایا ہونے کی حیثیت سے اس قوم کی ترقی ہندوستان مین تمدنی - ملکی - اور دنیوی معاملات مین رُک گئی ہے گورنمنٹ ہند نے اور قریباً تمام مختلف صوبون کی لوکل گورنمنٹون نے وقتاً فوقتاً اپنی توجہ معاملات کے اس قابل افسوس حالت کی جانب مصروف کی ہے اور مسلمانون کے درمیان تعلیم کی پھیلانیکے

واسطے خاص انتظامات کیے ہین تاکہ وہ اپنی زوال یافتہ حالت سے سنبھل جاوین۔ اِن کوششون کے عوض مین جو گورنمنٹ نے اس بارہ مین فرمائی ہین ہم سب کل قوم مسلمانان کے ہمیشہ تہ دل سے ممنون و مشکور رہینگے۔ گو یہ کوششین کیسی ہی غیر مکتفی کیون نہوئی ہون۔ اِس کالج کے بانیون اور حامیون کو ہمیشہ سے اس بات کا یقین واثق رہا ہے کہ جس تمدنی او رعقلی مرض مین مسلمانون کی قوم مبتلا ہے اور جسکے باعث سے وہ یورپین سائنس و لٹریچر کی تحصیل سے باز رہی جسنے اُنکو عقلی تنزل اور ملکی اور تمدنی بربادی کے عمیق اور تیرہ و تلدگڑھے مین گرادیا ہے اُسکا علاج تن تنہا گورنمنٹ سے نہین ہوسکتا ہے۔ گو وہ کیسی ہی فیاض طبع اور نیک نیت کیون نہ ہو۔ بلکہ وہ خاص اُنکی قوم کے لوگون کی کوششون سے جنکو اُن بیجا تعصبات کی تردید کرنا واجب ہے جو انہون نے ازراہ غلطی مذہب سے منسوب کیے تھے اور جو اس طرح پر اُنکی قوم مین مضبوط جڑ پکڑ گئے تھے دفع ہوسکتا ہے۔

عبارت ایضاً جو تدابیر مسلمانون نے اپنی انگریزی تعلیم کے لیے کین۔

۴۹۔ "پس اس عقیدہ پر عمل کرکے اور سلف صالح کے اصول کو اپنا مسلک اور رہنما قرار دیکر اُنہین سے بعض شخصون نے ۱۸۵۷ع کی اُن بدبخت اور تاریک اور غمناک زمانہ کی مصیبتون کے ختم ہونے کے بعد بہت جلد اپنی قوم کی خدمت گزاری کرنے اور اُسکے پُرانے اور ناواجبی تعصبات اور ہولناک خودرائی کے توڑنے کا مصمم ارادہ کیا اِن شخصون کو جو مسلمانون کی قوم مین تعلیم و تربیت و روشنضمیری کے رہنما تھے اپنی ابتدائی کوششون مین اپنے اُن ہم مذہبون کی تہمت آمیز حملون سے جو تاریکی جہالت مین مبتلا تھے اور یہ بات کہتے تھے کہ یورپین سائنس اور لٹریچر مین

کسی قسم کی ترقی کرنا اُنکی تمدنی - اخلاقی اور مذہبی بہبودی کے برخلاف ہے - بڑی بڑی تکلیفین اُٹھانی پڑین - لیکن اس سے مسلمانون کی روشنضمیری اور شایستگی کے ہواخواہون کی سعی و جانفشانی کچھہ کم نہین ہوئی - اور جو منظر آج حضور والا مشاہدہ فرما رہے ہین وہ واقعی نتیجہ اُنکی چوبیس برس کی متواتر کوششون اور محنتون کا ہے -

آغاز تدابیر تعلیم انگریزی جو مسلمانون نے ۱۸۵۹ء مین شروع کین -

۵۰ - ”۱۸۵۹ء کا ذکر ہے کہ تعلیم کے زیادہ تر ممتاز خیرخواہ باہم متفق ہوے - اُنہون نے عام اخبارات مین آرٹکلین لکھین اور رسالے تقسیم کیے جنمین اُس تکلیف پر جو مسلمانون نے پہلے دو برس کے بربادی پیدا کرنے والے نتیجون سے اُٹھائی تھین اُنکے رنج کو تسکین دی گئی اور آیندہ کی بہبودی کی امید اُن کو اس بات پر مائل کرنے سے تقویت دی گئی کہ وہ متانت اور صدق دلی کے ساتھہ اپنی قوم کی عقلی اخلاقی - تمدنی اور ملکی حالت کی اصلیت اور نشیب و فراز پر غور کرین - اُنہون نے بتایا کہ ترقی اور بہبودی سید ہا راستہ انگریزی تعلیم اور روشنضمیری کی سمت ہے - اُنہون نے اور نیز اُن شخصون نے جو رفتہ رفتہ اُنکے شریک ہوے بہت سے جلسے کیے - اور مختلف شہرون مین بہت سی لکچر دین جنمین اُن بے بنیاد تعصبات کی جو یورپین سائنس اور لٹریچر کی نسبت لوگون کے دلون مین تھے بڑی مضبوطی کے ساتھہ تردید کی گئی تھی اُنہون نے ایک سائنٹیفک سوسائٹی قائم کی جسکا مقصد لٹریچر اور سائنس پر انگریزی کتابون کا اُردو مین ترجمہ کرنا اور ممبرون کے درمیان اُنکو تقسیم کرنا اور عوام کے ہاتھہ کم قیمت پر فروخت کرنا تھا + + + + + + + + + + + + +

اِس عرصہ مین سوسائٹی نے علمی اور سائنٹیفک مضامین پر بہت سی کتابون کا ترجمہ زبان اُردو

مین کرکے شائع کیا۔ لیکن اس باب مین اُسکی کوششین ایک تغیر عظیم کی وجہ سے جو اُس تحریک کے خاص خاص موجدون اور حامیون کی راے مین جو سوسائٹی کے بنا کا باعث ہوئے تھے پیدا ہو گیا بند ہو گئین۔ یعنی اُن کو اس امر کا یقین کامل ہو گیا کہ مغربی خیالات اور علم کی سائنٹفک اور حکیمانہ اور علمی کتابون کا ذخیرہ زبان انگریزی مین اسقدر وسیع اور عظیم الشان ہے کہ عقلی دولت کی اُس بڑی کان کو اُردو زبان مین لے آنا ایک ایسے کام سے کچھ کم نہوگا جو قدرت انسان سے خارج ہو۔ اور انکو اس پُرانی ہندوستانی مثال کی سچائی کا یقین ہو گیا کہ پیاسے کو کوئین کے پاس جانا بہ نسبت اسکے کہ کوان پیاسے کے پاس آوے زیادہ تر آسان ہے۔ اور زمانہ کی ترقی سے بھی وہی نتیجہ ظاہر ہوا کیونکہ انگریزی زبان بہت جلد سلطنت کے ادنی سررشتون مین سرکاری زبان ہوتی جاتی تھی۔ اور یورپ کے ساتھ بذریعہ دخانی انجن اور تار برقی کے سفر اور خبرون کی آمد و رفت کی ترقی سے روزمرہ کی پیریاوڈیکل لٹریچر یعنی اخبارات و ریویو و میگزین وغیرہ کی ترقی برٹش انڈیا مین حضور ملکہ معظمہ کی رعایا کی عقلی اور تمدنی اور ملکی بہبودی کے واسطے ایک لازمی چیز ہو گئی تھی۔

انعقاد کمیٹی بغرض اشاعت و ترقی علم درمیان مسلمانان ہند جو ۱۸۶۴ء مین بمقام بنارس ہوئی اور اُنکی کارروائی اور راے۔

۵۱۔ "پس ان خیالات سے اُس تعلیمی تحریک کے اصلی اور خاص خاص موجدون نے جو ۱۸۵۹ء مین شروع ہوئی تھی جیسا کہ ہم سابق مین عرض کر چکے ہین اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اپنی کوششون کو مسلمانون کے درمیان انگریزی تعلیم اور سائنس اور لٹریچر کے پھیلانے مین مصروف کرینگے۔ چنانچہ اُنھون نے ۱۸۶۴ء مین ایک کمیٹی بغرض اشاعت

و ترقی علوم درمیان مسلمانان ہند، قایم کی۔ اس کمیٹی کا مقام بنارس مین تھا جہان کہ سر سید احمد
جو اُسکے ممبر و سکرٹری تھے اُسوقت گورنمنٹ کی ملازمت مین ایک جوڈیشل عہدہ پر ممتاز تھے۔
لیکن اُسکے ممبرون مین ہندوستان کے تمام اطراف سے فیاضانہ خیالات رکھنے والے اشخاص
شامل تھے جنکی رائین دریافت کی جاتی تھین اور بذریعہ تحریر کے سکرٹری کے پاس بھیجدی جاتی
تھین۔کمیٹی نے بطور ایک ابتدائی تدبیر کے ایک پندرہ روزہ اخبار تہذیب الاخلاق کے نام
سے اُنکے خیالات کو تحریک مین لانے کی غرض سے جاری کیا اور اُسکے بعد بہت جلد اُسنے
عام طور پر اس بات کا اعلان کیا کہ برٹش انڈیا مین مسلمانون کی تعلیم۔ اُسکی موجودہ حالت ۔
اُسکے اسباب تنزل اور جو تدابیر اُنکے دفعیہ کے واسطے اختیار کرنی چاہئین اُنکی نسبت اِسّے
یعنی جواب مضمون لکھنے کے عوض مین وہ تین انعام دینگے۔ چنانچہ کم سے کم بتیس ۳۲ اسّیز
یعنی مضامین بطور رسالجات کے لائق مسلمانون نے ارسال کیے جو تعلیم کے معاملہ کے ساتھ
دلچسپی رکھتے تھے۔ اور ہندوستان کے مختلف اطراف مین رہتے تھے۔ جو رائین اور دلائل
جواب مضمون لکھنے والون نے بطور وجوہات اس امر کے پیش کین کہ مسلمان اُس تعلیم کی نسبت
جو سرکار دیتی تھی کس وجہ سے اعتراض کرتے تھے وہ تین قسم کی تھین۔ یعنی مذہبی تعلیم کا نہونا
انگریزی تعلیم کا اثر پیدا کرنے مین بے اعتقادی کے سبب اسلام کے اخلاق۔ شایستگی اور
تہذیب کا خراب ہونا جو انگریزی تعلیم سے منسوب کیا جاتا تھا۔ اور آخرکار اُنکے تعصبات سوشیل
اور پولیٹکل امور مین اور دولت اور دنیوی تمول کے لحاظ سے مسلمانون کا زوال۔ وہ کمیٹی اشاعت
و ترقی مسلمانان ہند نے ۱۸۷۲ء مین محمدن اینگلو اورنٹیل کالج فنڈ کمیٹی، کا نام اختیار کیا اور اُسنے

ایک ایسے کالج کے قائم کرنے کے واسطے روپیہ فراہم کرنے کی جانب اپنی کوششین مصروف کین جسکا انتظام انگریزی تعلیم کے اصولون پر ہو اور جسمین اُسی کے ساتھہ مشرقی زبانون اور مسلمانون کے مذہب مین تعلیم دی جاوے - جو کالج اسطرح پر تجویز کیا گیا تھا اُس کا خاص مقصد یہ تھا کہ مسلمان قوم کے اعلیٰ فرقون کے بچون کو ایک عمدہ تعلیم دی جاوے اور اُن کو سمجھا دیا جاوے کہ وہ انگریزی تعلیم کو صرف ایک عملی تعلیم سرکاری نوکری کے حصول کی غرض سے نہ خیال کرین - بلکہ ایک شریف آدمی کے واسطے خواہ وہ مغربی نسل کا ہو یا مشرقی نسل کا ایک لازمی چیز سمجھین - چنانچہ ایک جلسہ مین جو بنارس مین منعقد ہوا جو اُسوقت تک تعلیمی تحریک کا صدر مقام تھا اور جہان کہ کمیٹی کے سکرٹری رہتے تھے - ان رایون پر سب کا اتفاق ہو گیا - بہت سے مباحثے اور غور و تامل کے بعد کمیٹی کے اکثر ممبرون نے جنمین قریب ساٹھہ ممبرون کے شامل تھے جو ہندوستان کے مختلف مقامات مین رہتے تھے یہ فیصلہ کیا کہ یہ کالج علیگڈہ مین اس وجہ سے قائم کیا جاوے کہ اُسکی آب و ہوا عمدہ ہے اور مسلمانون کی آبادی کی تقسیم کے لحاظ سے وہ ایک درمیانی موقع پر واقع ہے اور علاوہ ان باتون کے اس بات کا بھی لحاظ کیا گیا کہ ریلوے کی مجوزہ وسعت کے سبب سے یہ مقام پنجاب صوبہ اودہ بہار اور نیز راجپوتانہ کی ریاستہاے ملحقہ اور دیگر ممالک سے جنکی آہنی سڑکون کا اتصال شہر آگرہ مین ہے بآسانی آمد و رفت کے لائق ہو جاویگا

۵۲ - پس اے صاحبو - ان فقرہ جات مین ایک تاریخ ہے کہ جسکو مین اپنے نزدیک مسلمانون کی طرف سے خود اپنی اولاد کے لیے انگریزی تعلیم

حقیقی ابتدا کوششون کی واسطے اشاعت تعلیم انگریزی کے مسلمانون مین سنہ ۱۸۷۰ع مراد سعی جو سرسید احمد خان اور نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان بہادر نے ملکر کی بذریعہ تحریرات تہذیب الاخلاق -

کے مہیا کرنے کی ابتدا کی تاریخ سمجھتا ہون - وہ کیا ہے ؟ وہ سنہ ۱۸۷۰ء ہے جبکہ سرسید احمد نے انگلستان سے مراجعت کرنے کے بعد مسلمانون مین اشاعت تعلیم انگریزی کی تدابیر سوچنے کے لیے کمیٹی موسوم بہ "مجلس خازن البضاعۃ لتاسیس مدرسۃ العلوم للمسلمین" قائم کی اور اخبار تہذیب الاخلاق پانزدہ روزہ بطور ریویو اور میگزین کے اُسکی اغراض کے لیے جاری فرمایا -

اے جناب صدر انجمن - نواب محسن الملک بہادر آپ کو خوب یاد ہوگا کہ جب وہ کمیٹی سنہ ۱۸۷۰ء مین بنارس مین قائم کی گئی تو ہماری قوم اپنی اولاد کی تعلیم سے کسقدر غافل تھی - اپنی اولاد کو انگریزی پڑھانا کسقدر معیوب سمجھتی تھی اور خود بانیان اُس کمیٹی کو کسقدر افسردہ دلی تھی اور کُل ہمنو مسلمانون کو بھی جو اشاعت تعلیم انگریزی کے ساعی تھے کسقدر مایوسی تھی - اور آنکھ کے سامنے کسقدر دشواریان نظر آتی تھین - ہماری قوم اُس زمانہ مین کسقدر بے بضاعت تھی کہ ایام غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے حادثات کو صرف دس گیارہ برس گزر چکے تھے اور مسلمانون کی قوم علی الخصوص شرفا خاندان کے لوگ اُن حادثون کی تباہی سے نکلکر پنپنے بھی نہ پائے تھے - اے جناب صدر انجمن خود آپ سے بڑھ کر اُس زمانہ کی حقیقت حال کا اور باعتبار تعلیم انگریزی کے مسلمانون کے خیالات سے آگاہ کون شاہد ہو سکتا ہے کہ ایک عالم کو معلوم ہے کہ سنہ ۱۸۷۰ء کی کمیٹی ساعیان ترقی تعلیم انگریزی کی عین بنیاد پڑنے کے وقت آپ خود موجود تھے - اور باوجود افسردہ دلی اور مایوسی کے آپ اُس کمیٹی کے سب سے ممتاز اور معزز ممبر تھے اور صدق دل سے اپنی قوم کی موجودہ خستہ حالی کو دیکھکر اپنا عمل اسپر رکھا کہ ؎

گر ترا داد خدا دولت و جاہ و حشمے	بایدت کرد بحال خستہ نگاہ کرمے

ناتوانی بیچمان حاجت محتاج بر آر		بدرمے یا درمے یا قدمے یا قلمے

حق تو یہ ہے کہ آپکے منھ پر خوشامد کرنے کی غرض سے مین اس عظیم الشان مجمع مسلمانون کے سامنے یہ بات نہین کہتا ہون بلکہ صدق دل سے سچے اور حقیقی واقعات مسلمانون کی تاریخ کے بیان کرتا ہون کہ آپنے مدت العمر جب سے کہ خاطر عالی مین یہ بات متمکن ہوگئی اور اسپر آپ کو پورا یقین ہوگیا کہ مسلمانون کی آیندہ بہبودی کے لیے اشاعت تعلیم انگریزی ضرور ہے اور یہی اُنکے دیرینہ مرض تمدنی اور مالی اعتبار سے زوال پیدا کررہا ہے اُسیوقت سے آپ نے کوئی دقیقہ اپنی سعی اور جد وجہد کا باقی نہین چھوڑا - اور باوجود اُن معزز اشغال کے جنمین کہ آپ کو مصروف رہنا پڑا کبھی اسپنے دل وجان سے امداد اشاعت تعلیم انگریزی کو نہ بھلایا - آپ کی سحر بیانی اور قلم جادو رقم کی بدولت تہذیب الاخلاق کے پرچہ نے پندرہوین دن متواتر چند سال تک مسلمانون کی سوسائٹی مین وہ غلغلہ ڈالا کہ جسکی حقیقت احاطہ بیان سے بیرون ہے - غرضکہ آپ ایسے عالی خاندان سید - ذی علم - ذی وجاہت - ذی ہمت - سوختہ جان قوم نے میرے باپ سید احمد کے ساتھ ملکر اپنی قوم کی تباہ حالت کی نسبت وہ شور وشغب مچایا کہ جس سے ہماری قوم خواب غفلت سے ذرا چونک کر سوچنے لگی کہ یہ کہتے کیا ہین - انکا مقصد کیا ہے - اِنکی غرض کیا ہے - یہ ہمارے مراسم قدیمہ اور خیالات دیرینہ پر نکتہ چینی اور کیون عیب جوئی کرتے ہین - انکا کسی نے کیا بگاڑا ہے کہ یہ درپے جان ہوگیے ہین - اِن دونون سیدون کو یاد الٰہی مین مصروف ہونا چاہیئے اور نہ یہ کہ اُس قوم کو کہ جسکا لقب سلف سے خیر الامم چلا آتا ہے اُسکو غیر ضروری بحثون کے پیش کرنے اور نکتہ چینی

کرنے سے دق کرتے ہین اور یہ جرأت کر رکھی ہے کہ

کس بشنود یا نشنود من گفتگوے می کنم

خواہ مخواہ کے مجمعے کرتے ہین ۔ خواہ مخواہ کی تقاریر پیش کرتے ہین ۔ مولوی سید مہدی علی کا یہ حال ہے کہ بیٹھے بٹھاے اور کچھہ کرنے کو نہ ہوا تو ہاتھہ مین قلم لے ۔ مینز کرسی پر بیٹھہ تہذیب الاخلاق کے لیے ایک آرٹیکل دہر مارا ۔ اور اُسمین کیا؟ کہ مسلمانون کی مذمت ۔ مسلمان بچون کی ذلت ۔ اشرافون کو ملامت ۔ اور ہماری قوم کو ۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ کا مصداق ٹھہراتے ہین ۔ یہ کیا سید احمد اور سید مہدی چانول اور مونگ کیطرح سے ملکر پانی ڈال سیے لون ونمک کی سیٹھی کھچڑی پکا رہے ہین ؟ اور اپنی مٹی کی ہنڈیہ کو کھدبدا کر بریانی اور زعفر کی دیگ قرار دیتے ہین ؟ اور پوچھو کہ صاحب اسمین کیا کھدبدا رہی اور کیا پک رہی ؟ تو جواب دیتے ہین کہ یہ سامان اُس خوان نعمت کی طیاری کا ہے کہ جسکو علماے قدیم اور حکماے سلف روحانی نعمت قرار دیتے آئے ہین ۔ یہ وہ طعام لا کلام ہے کہ جسکے نوش کرنے سے مسلمان خستہ جان کی رگ وپے مین قوت آوے گی ۔ اُنکے دل وجان تر وتازہ ہون گے ۔ اُنکے دماغ مین روشنی اور کمر مین ہمت آویگی اور جو اس خوان نعمت کی دعوت مین شریک ہونگے وہ ایسے تنعم کی حالت مین ہوجاوینگے کہ جس سے قوم اسلام پھر بلند پایہ اور فرخندہ حال قومون مین شمار ہوگی ۔ اِن دونون سیدون نے اِس مٹی کی ہنڈیہ کی طیاری کا ظاہری سامان یہ کیا کہ ایک تو اُسکے نیچے آگ جلائے اور دوسرا ہے کہ دہونکنی لیکر اُسکو پھونکتا چلا جاتا ہے ۔ اور آگ ہے کہ گو سیلے ایندھن ہونے کی وجہ سے ایسا دہوان دیتی ہے کہ دونون کلہ ستانیون کی آنکھون سے آنسو بہہ

جاتے ہین تاہم کیمیاگر کی طرح سے آگ کو سُلگائے جاتے ہین اور مٹی کی ہنڈیہ دن بدن دور شور سے کہد بداتی جاتی ہے۔ اور ہنڈیہ کے کہلنے سے پہلے ہی ہمارے علماے کبار نے اِس مغلق مسئلہ پر از روے علوم فقہ و معقولات و منقولات توجہ فرمانی شروع کی کہ آیا وہ طعام لاکلام جو اس مٹی کی ہنڈیہ کے شکم کے اندر کے درمیان کے بیچ مین متمکن ہوکر کہد بدا رہا ہے اور جسکی وجہ سے اِن دونون سیدون نے شور وغل مچا رکہا ہے وہ از روے فقہ احاطۂ حلت مین داخل ہے یا اُسکی حرمت کا فتویٰ دینا چاہیئے۔ حکماے روزگار اس فکر مین پڑے کہ آیا اس طعام لاکلام کا لو فرضنا کہ کہانا حلال بھی ہو تاہم یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ آیا اِسکے نوش کرنے سے پیٹ مین درد ہوگا یا کہ نفاخی کرے گا۔ غرضکہ جبکہ ہماری قوم کے علما اور حکما انہین مسائل دقیقہ کے حل کرنے پر متوجہ تھے اس مٹی کی ہنڈیہ کہد بدانے والے اپنی کارستانی سے باز نہ آئے۔ ادہر تو مٹی کی ہنڈیہ کو کہد بداے جاتے ہین اور ادہر بیچارے مسلمانون کی قوم مین کہلبلی ڈالے جاتے ہین۔ پس ہر گاہ کہ اکابر قوم۔ علماء و فضلاے ملت۔ عقلا و حکماے روزگار اس مٹی کی ہنڈیہ کے طعام لاکلام کی حقیقت آموزی مین مصروف تھے اور ہماری قوم کے طبّاع و منشیان بے بدل اپنی بلاغت کو طعنہ زنی اور حقارت آمیز کلمات سے سخن آرائی کرکے کام مین لارہے تھے ہم سے وال بیچارے سیدہے سادہے مسلمان اِن بحثون اور تقریرون اور ہنگامون کو سُنکر اور دیکہ کر صرف حسب حال یہ کہتے تھے کہ ؎

این چہ شوریست کہ در دورِ قمر مے بینم	ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر می بینم

اور بعضے دیرینہ سال اور کار آزمودہ بزرگ اِن دونون سیدون کی کارستانی کو سنکر یہ کہتے تھے
کہ سچ کہا ہے کسی نے جسنے کہ یہ کہا ہی کہ ؎

ہر جا جمع آید قوم سادات	فسادات است فسادات فسادات

اور سنیے کہ جب با این ہمہ ساز و سامان وہ ٹی کی کھدبداتی ہوئی ہنڈیہ طیار ہوئی اور اس دعوت کے
مہمان اُس خوان نعمت کے گرد ہاتھ دہو کر بامید بریانی و زعفر بیٹھے تو ہنڈیہ کہلی اور کیا نکلا؟ وہی
مونگ کی اُبلی ہبے نون نمک سیٹھی بہیکی کہچڑی کہ جسکے ساتھ نہ گھی اور نہ مکہن - نہ چٹنی نہ اچار -
بیمارون کا سا پرہیزی کہانا پیش نظر کیا گیا کہ یہی سب سے بہتر قوم کی آیندہ صحت کے لیے عمدہ
غذا ہے - اے صاحب - اِس کا نام کیا ہے؟ جواب - یہ اعلی تعلیم علوم و فنونِ
انگریزی ہے -

یہ سننا تھا کہ ہماری قوم کے گرسنہ مدعووین نے اور شور و شغب مچایا کہ واہ واہ! یہ
کیا طعام ہے اور یہ کیا کلام ہے - یہ کیا دعوت ہے اور یہ کیا سخاوت ہے - اور اُس سے
متنفر ہوکر منھہ موڑا - مگر مسلمانون کی تعلیم کی کمیٹی ۱۸۷۰ء والی نے اور شور اپنا دوبالا کیا -
بقول شاعر ؎

صبحدم چون درد مدل صور شیون زاے من	آسمان صحن قیامت گرد از غوغاے من

اور اسنے مقصود دلی اور محبوب قلبی یعنی اپنی قوم کی بہتری کے عشق کو اپنے دل سے نہ بہلایا
اور اُسکے فراق مین اور گریہ وزاری کی آواز کو بلند کیا بقول شاعر ؎

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال	صد سال مے توان بہ تمنا گریستن

اُدھر تو تکفیر اور الحاد کے فتوے اُدھر اپنی قوم کے ہاتھ سے ملامت اٹھاتے جاتے تھے مگر اپنے نوحہ وزاری و زاری سے باز نہ آتے تھے اور رونے کے ساتھ یہ چلاتے تھے ؎

دست از طلب ندارم تا کار من برآید	یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید

اور جبکہ دیکھا کہ قوم نے بہت شور و غل مچایا اور فریاد ہمارے درد دل کی شنوائی نہ ہوا انہوں نے خود ہی یہ استادی کی کہ ہماری تو کچھ شنوائی ہوتی نہیں ہے قوم خواب غفلت میں ہے گرفتار ہونے پائے خود اپنی نوحہ سرائی کے ساتھ اسکی ڈیوڑھی پر ایک نقار خانہ قائم کیا کہ ؎

ز نقارہ آواز آید برون	کہ دون ست دون ست گردون دون

تاکہ اسکی آواز دور دور تک پہنچے اور لوگ پوچھیں کہ یہ کسکی برات ہے ؟ -

مسلمانوں کی تعلیمی کمیٹی ۱۸۷۰ء پر گورنمنٹ کی توجہ اور رزولیوشن گورنمنٹ مورخہ ۷ اگست ۱۸۷۱ء

۵۳ - مگر اے حضرات - ان مزاج کی باتوں سے قطع نظر فرمائیے اور مجھکو معاف کیجیے - حقیقت حال کیا ہوئی کہ مسلمانوں کی تعلیمی کمیٹی ۱۸۷۰ء والی کی کوششوں سے اور مسلمانوں کی پس ماندہ تعلیمی حالت کے مباحثوں کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ انکی حالت قابل غور اور محتاج اصلاح ہے - خود حضور گورنر جنرل وائسرائے ہند کی گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ۷ اگست ۱۸۷۱ء کو ایک رزولیوشن نمبری ۳۰۰ شملہ سے نافذ ہوا کہ جسکو میں ہندوستان کے مسلمانوں کی تعلیم انگریزی کے حق میں ایسا ہی مقدم سمجھتا ہوں جیسا کہ کل ہندوستان کے باشندوں کی تعلیم کے حق میں - وہ ڈسپیچ یعنی خریطہ تھا کہ جو کورٹ آف ڈائرکٹرز نے ۱۸۵۴ء میں گورنمنٹ

Vide Education Commission Report (1882) p. 484

آف انڈیا کو بھیجا تھا۔ اس رزولیوشن کی جو خاص مسلمانوں کی نسبت، اگست ۱۸۷۱ء کو صادر ہوا عبارت یہ ہے۔ اور قابلِ یادگار ہے :۔

(۱) ہندوستان کے مسلمانوں کی تعلیم کی حالت پر گورنمنٹ ہند نے کئی مرتبہ توجہ فرمائی ہے جو نقشہ کہ حال میں جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے حضور میں پیش ہوا ہے اُس سے ظاہر ہے کہ سوائے ممالک مغربی اور شمالی اور اضلاع پنجاب کے اور کہیں کے مسلمان کافی طور پر یا اور لوگوں کی بہ نسبت اپنی تعداد کے اندازہ پر سرکاری تعلیم سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ کمال افسوس کی بات ہے کہ ایسا بڑا فرقہ جسکے ہاں قدیم علم انشاء اور اعلیٰ درجہ کے علوم کی کتابیں موجود ہوں اور جسمیں ایسے لوگ بھی ہیں جو بالتخصیص علم کے تحصیل کرنے اور رواج دینے کے عادی ہیں سرکاری سلسلۂ تعلیم سے علٰحدہ ہے۔ اور اُن خاص و عام فائدوں سے محروم رہتا ہے جنکو اور لوگ حاصل کرتے ہیں۔ جناب نواب گورنر جنرل بہادر خیال فرماتے ہیں کہ اگر اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیسی زبان کے ذریعہ سے دی جاوے اور حال کی بہ نسبت تحصیل علوم میں اُنکو آسانی ہو جاوے اور عربی اور فارسی کتابوں کی ایک مناسب کے ساتھ قدر کی جاوے تو ان سب باتوں کو مسلمان صرف قبول ہی نہیں کریں گے بلکہ اُنمیں سے جو لوگ لائق اور روشنضمیر ہونگے وہ سررشتہ تعلیم کے ساتھ ہمدردی بھی کرینگے۔

(۲) حضور نواب گورنر جنرل بہادر کی یہ مرضی ہے کہ تمام گورنمنٹ اسکول اور کالجوں میں مسلمانوں کی قدیم زبانوں اور روزمرہ کی بول چال کی زبان کو ترقی دی جاوے۔ اسمیں یہ ضرور نہیں ہے

---

۵ دیکھو تہذیب الاخلاق ۱۲۸۸ھ صفحہ ۱۲۳۔

کہ مضامین تبدیل کیے جاوین - مگر ذریعہ تعلیم بدل دیا جاوے - مگر جو انگریزی مدرسے ایسے ضلعون مین قائم ہین جہان مسلمان کثرت سے رہتے ہین اُنمین لائق مسلمان انگریزی کے مدرس مقرر کیے جاوین تو ضرور فائدہ ہوگا - اور جس طرح کہ اُن اسکولون مین دستور ہے جنمین دیسی زبانون کے ذریعہ سے تعلیم ہوتی ہے اُسی طرح اس قسم کے مدرسون مین بھی بموجب قاعدہ گرانٹ ان ایڈ کے مسلمانون کو مدد دی جاوے تاکہ وہ اپنے حسب دلخواہ مدرسے قائم کرلین - اور مسلمانون کے واسطے دیسی زبان کی لٹریچر کی کتابین تصنیف ہونے کے لیے زیادہ تر ترغیبین دی جاوین - کیونکہ یہ ایک ایسی تدبیر ہے جسکے لیے خود جناب وزیر ہندوستان نے گورنمنٹ آف انڈیا کو کئی مرتبہ لکھا ہے -

"(۳) حضور گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی مرضی ہے کہ لوکل گورنمنٹین اور تمام حکام امور مذکورہ کی طرف متوجہ ہون - اسلیے حکم ہوتا ہے کہ یہ رزولیوشن لوکل گورنمنٹون اور حکام کے پاس اور ہندوستان کی تینون یونیورسٹیون یعنی یونیورسٹی کلکتہ اور یونیورسٹی بمبئی اور یونیورسٹی مدراس مین اس غرض سے بھیجا جاوے کہ وہ سب اپنی راے اس امر کی نسبت ظاہر کرین کہ سرکاری تعلیم کے اصلی اصولون کو تبدیل کیے بغیر کچھ عام تدبیرین مسلمانون کی تعلیم کیواسطے قائم ہوسکتی ہین یا نہین - اور نیز اس امر کی نسبت کہ یونیورسٹی کے سلسلہ تعلیم مین عربی اور فارسی کو زیادہ ترقی دی جاسکتی ہے یا نہین -

"یہ بھی حکم ہوتا ہے کہ یونیورسٹی لاہور کے اہلکارون سے بھی جنہون نے اس معاملہ پر زیادہ غور اور توجہ کی ہے گورنمنٹ پنجاب کے ذریعہ سے امور مذکور کی نسبت راے طلب کی جاوے"

۵۴ - یہ رزولیوشن بطور حکم مختلف لوکل گورنمنٹون یعنی بنگال - مدراس - بمبئی - ممالک مغربی وشمالی واودھ - پنجاب - و دیگر حکام کو تعمیل کے	رپورٹ گورنمنٹ ہاے مختلف ممالک و رزولیوشن گورنمنٹ سنہ ۱۸۷۳ء دربارہ تعلیم مسلمانان وایجوکیشن کمیشن سنہ ۱۸۸۲ء وخاص رزولیوشن گورنمنٹ سنہ ۱۸۸۵ء خاص دربارہ تعلیم مسلمانان

لیے روانہ فرمایا اور ان جملہ ممالک مین حسب حالات گورنمنٹ سنے رپورٹین تحریر کرکے گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیجین - اور سنہ ۱۸۷۳ء مین لارڈ نارتھ بروک نے اُن رپورٹون پر ایک رزولیوشن بطور ریویو† کے تحریر فرمایا - اور مسلمانون کی تعلیم پر خاص توجہ کی ہدایت کی - اور اُسکے موافق مختلف ممالک مین گورنمنٹون نے مسلمانون کی تعلیم پر ترقی دینے مین سعی کی - پھر جبکہ سنہ ۱۸۸۲ء مین ایجوکیشن کمیشن مقرر ہوا تو اُسکے ممبرون مین گورنمنٹ آف انڈیا نے مجھکو اور حاجی غلام حسین خان مرحوم رئیس امرتسر کو مسلمانون کی طرف سے ممبر مقرر کیا - اور ہم دونون نے اپنے حتی الوسع کوئی دقیقہ مسلمانون کی خاص تعلیمی حالات پر کمیشن کی توجہ دلانے پر نہ چھوڑا - اور کمیشن نے چند در چند امور بطور سفارش خاص مسلمانون کی تعلیم کی ترقی کے لیے قرار دیے اور گورنمنٹ کے سامنے اپنی رپورٹ مین پیش کیے - جبکہ ایجوکیشن کمیشن کی رپورٹ گورنمنٹ آف انڈیا مین پیش کی گئی تو گورنر جنرل نے جو خاص تجاویز کہ مسلمانون کی تعلیم کی نسبت کمیشن نے کی تھین اُن پر لوکل گورنمنٹون سے رائین طلب کین اور جب وہ رائین گورنمنٹ آف انڈیا تک پہنچین تو ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۸۵ء کو حضور وائسرائے نے ایک خاص رزولیوشن مسلمانون کی تعلیم کے حالات کے بارہ مین تحریر

† *Review of Education in India in 1886 by Sir Alfred Croft K.C.I.E., p. 311.*

فرمایا کہ جسکی جزئیات بیان کرنا خالی از طوالت نہین ہے۔ حاصل مطلب اُس رزولیوشن کا یہ ہے کہ اگرچہ بہتر ہوا کہ کمیشن سے اسقدر نہایت مفصل طور پر مسلمانون کی تعلیمی حالت پر توجہ ولائی اور لوکل گورنمنٹون کو چاہیے کہ جن جن ممالک مین مسلمانون کی حالت ایسی ہو کمیشن کی تجاویز پر عمل کرین وہان جیسا مناسب ہو تدابیر عمل مین لادین۔ لیکن اُسکے ساتھ یہ نہایت مقدم فقرہ تحریر فرمایا۔

عبارت رزولیوشن گورنمنٹ انڈیا مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۸۵ء بابت تعلیم مسلمانان بر حسب رپورٹ ایجوکیشن کمیشن۔

۵۵۔ "مسلمانون کو انصافاً طور پر سرکاری اعلیٰ عہدون پر مامور ہونے کی توقع صرف جب ہی رکھنی چاہیئے کہ جب وہ سرکاری انتظام تعلیم کے ذریعہ سے مستفید ہو کر اعلیٰ درجہ کی انگریزی تعلیم حاصل کر کے ہندوون کے مساوی اپنے کو ثابت کر دین"۔† اور پھر یہ تحریر فرمایا کہ ۔

"دوسرے یہ مین گورنمنٹ آف انڈیا جتاتی ہے کہ ہر صوبہ مین اعلیٰ درجہ کی سرکاری ملازمت مین عہدہ دارون کو مقرر کرنا یا تو بذریعہ پبلک کومپٹیشن یعنی امتحانات مین اُنکا رہنے پر ہوتا ہے یا باعتبار امیدوارون کی ایسی لیاقتون کے ہوتا ہے جنکو قوم یا ملت کی خصوصیت سے کچھہ سروکار نہین ہے۔ پس اگر مسلمانون کو ملازمت سرکاری مین بمقابلہ دیگر اقوام باشندگان ہندوستان کے نسبتاً کم عہدے ملے ہین تو اس امر کا الزام گورنمنٹ پر عاید نہین ہو سکتا۔

---

† *Vide No. 7/215-56 Extract from the Proceedings of the Government of India in the Home Department (Education), dated Simla the 15th July 1885; p. 10*

اور نہ اُسکو سرکاری افسرون کے قصور پر محمول کیا جا سکتا ہے" ایک اور فقرہ اس رزولیوشن کا قابل بیان ہے اور وہ یہ ہے :-

عبارت رزولیوشن مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۸۵ء جسمین آخری تصفیہ پالسی گورنمنٹ کی دربارۂ تعلیم مسلمانان مندرج ہے

۵۶ - "جملہ حالات پر نظر کر کے گورنر جنرل باجلاس کونسل اپنی خوشنودی ظاہر کرتے ہین کہ مسلمانون کی تعلیم کے مضمون پر جو بہر توجہ ڈالی گئی ہے اُس سے نہایت عمدہ نتایج پیدا ہون گے حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل کمیشن کی اِس تجویز کو بالخصوص مقدم سمجھتے ہین کہ سررشتہ تعلیم کی سالانہ رپورٹون مین ایک خاص حصہ مسلمانون کی تعلیم کی نسبت قرار دیا جاوے - یہ رپورٹین نہایت صحیح اور مفصل ہونی چاہئیین اور اُنمین اس امر کی بحث ہونی چاہیئے کہ مسلمانون نے کہانتک ترقی کی اور اُسکا ذکر نہ صرف مجملاً ہو بلکہ نیز باعتبار مختص المقام حالات کے ہو تاکہ گورنمنٹ آف انڈیا کو بخوبی آگہی رہے کہ یہ مقدم حصہ رعایا کا کس حال مین ہے اور کیسی ترقی کر رہا ہے مسلمانون کو اعلی درجہ کی تعلیم پر رغبت دلانے کے لیے ایک فیاضانہ انتظام اسکالرشپون کا ضروری ہے اور اُنکی احتیاج کو بر وقت قرار دینے انتظام اسکالرشپون کے جو کہ حسب احکام گورنمنٹ آف انڈیا جو برطبق ایجوکیشن کمیشن کی رپورٹ کے صادر ہو چکے ہین نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ غالباً خاص مسلمان انسپکٹرون کا مقرر کرنا جو کہ نہ صرف ابتدائی مدارس مسلمانان کی نگرانی کرین بلکہ عموماً مسلمانون کی عام تعلیم پر توجہ کرین سودمند اثر رکھے گا - ایسے ممالک مین جیسے کہ بنگال اور دیگر ممالک جہان کہ مسلمان نہایت پس ماندہ ہین - ایسے عہدہ دار اپنے ہم مذہب لوگون

7b p. 17.

کی خاص ضروریات پر زیادہ توجہ دلاوینگے بہ نسبت اسکے کہ اُن ماتحت عہدہ دارون سے توقع کی جاسکتی ہے کہ جو دوسرے ملت اور مذہب کے ہین - اس بارہ مین جو کارروائی عمل مین آوے اُسکا سالانہ رپورٹون مین پورا بیان ہونا چاہیئے ''

شکریہ گورنمنٹ

۵۷ - پس اسے حضرات - یہ آخری تصفیہ اور بیان اُس پالسی کا ہے جو کہ سرکار دولتمدار انگلشیہ نے اپنے اس رزولیوشن مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۸۵ء مین قرار دیدی ہے اور جو تدابیر خاص کہ گورنمنٹ نے ۱۸۷۱ء سے لیکر ۱۸۸۵ء تک کین اُنکا ہم مسلمانون کو تہ دل سے اور سچی وفاداری سے احسانمند رہنا چاہیئے -

منعقد ہونا یونیورسٹیات ہندوستان کا -

۵۸ - اب مین آپ صاحبون کی خدمت مین وہ حساب اور اعداد عرض کرتا ہون کہ جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ مسلمانون نے ابتدائے قیام یونیورسٹی ہائے ہندوستان سے اعلی درجہ کی تعلیم مین کہانتک ترقی کی ہے اُس زمانہ سے آج تک چھتیس ۳۶ برس ہوئے - اوّل تین یونیورسٹیان کلکتہ و مدراس و بمبئی عین ایام غدر ۱۸۵۷ء مین قائم ہوئین اور پنجاب یونیورسٹی ۱۸۸۲ء مین کھولی گئی اور الہ آباد یونیورسٹی ۱۵ - نومبر ۱۸۸۷ء کو قائم ہوئی - اِن یونیورسٹیون مین مختلف علوم و فنون انگریزی مین اعلی درجہ کی تعلیم کی نگہداشت اور پرداخت ہوتی رہی ہے - اور یہ اپنے اپنے زمانہ انعقاد سے

Vide No. 1/275-25 Extract from the Proceedings of the Government of India in the Home Department (Education) dated Simla, the 15th July 1885; p.13.

برابر اپنے کام مین مصروف رہی ہین - جملہ اعلی درجہ کے کالجون مین انہین یونیورسٹیون کی ہدایات
اور اصولون پر تعلیم ہوتی ہے - اور جو علمی ڈگریان یہ عطا کرتی ہین اُنکو اعلی درجہ کی تعلیم کا مقیاس
گردانا واجب ہے اور گورنمنٹ بھی اُنکو تسلیم کرتی ہے اور اسیسے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب اعلی
درجہ کی انگریزی تعلیم کا ذکر ہو اور یہ امر دیکھنا منظور ہو کہ کس قوم نے اُس تعلیم مین کسقدر ترقی کی ہے
تو ان یونیورسٹیون کے نتائج کی تعداد کامیاب طالب علمون پر نظر ڈالنی چاہئیے - اور مین آپ
صاحبون کو پھر یاد دلاتا ہون کہ میرے اس لکچر کا موضوع ادنی درجہ کی انگریزی تعلیم سے تعلق نہین
رکھتا - نہ مین ایسے لوگون کو جو انگریزی کے چند الفاظ کی اُٹ پٹ بدسیکھ کر اپنے تئین انگریزی دان
شمار کرنے لگتے ہین اعلے درجہ کے انگریزی تعلیم یافتہ آدمی شمار کرتا ہون - اس بات پر مجھکو
اپنے ایام طالب علمی کے زمانہ کے ایک فختار ہم سبق دوست کا قصّہ یاد آیا کہ وہ اپنی انگریزی دانی
کا بڑا دم بھرتے تھے اور مجھہ سے ہمیشہ دوستانہ برتاؤ مین بھی انگریزی زبان مین گفتگو
کیا کرتے تھے - اُن سے اور مجھہ سے ایک دفعہ اس بات کی بحث آ لگی کہ اکسفورڈ اور
کیمبرج کی یونیورسٹیون مین بہتر تعلیم ہوتی ہے یا ہندوستان کی یونیورسٹیون مین اُنہون نے
نہایت فختاری سے مجھہ سے انگریزی مین یہ کہا :-

"I huve seen Oxfordmen, I have seen Cambridgemen. All put remain before me".

اس فقرہ کے معنی یا تو صاحبان انگریز سمجھین یا وہ لوگ اسکا لطف اُٹھاوین کہ جو انگریزی زبان
سے آگاہ ہین - میرے فختار دوست کا مقصد اس کہنے سے یہ تھا کہ :-

"مین نے آکسفورڈ کے بھی تعلیم یافتہ دیکھے اور کیمبرج کے بھی تعلیم یافتہ دیکھے سب میرے سامنے دھرے رہتے ہین"

اور پہر ایک دفعہ میرے کہنے سے انہون نے ساڑھے پانچ روپیہ کو ایک کتاب کلکتے سے منگائی۔ مگر جب وہ آئی تو اُنکے کام کی نہ نکلی اور اُنکو غصہ آیا اور مجھکو بے ساختہ ہنسی آئی۔ انہون نے اُسپر خفا ہو کر مجھسے انگریزی مین کہا کہ:-

"You laugh what went of you my half past five rupees killed"

یعنی یہ کہ "تم تو ہنستے ہو۔ تمہارا کیا گیا۔ میرے ساڑھے پانچ روپے مارے گیے"

پس اے صاحبو۔ ایسی انگریزی دانی کو مین انگریزی دانی نہین سمجھتا۔ اور واضح رہے کہ اس لکچر کے موضوع کے اعتبار سے مین اعلیٰ تعلیم انگریزی کا یونیورسٹیون کی مختلف قسم کی علمی ڈگریون کو مقیاس گردانتا ہون اور اُن سے نیچے کی تعلیم کو ابتدائی یا متوسط درجہ کی تعلیم سمجھکر اُس سے اس لکچر مین کچھ بحث نہین کرتا۔

مردم شماری ہندوستان اور تعداد ہندو اور مسلمانون کی۔

۵۹- اے حضرات- یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ تعلیم کی ترقی یا تنزل کی بابت کوئی حقیقی بحث نہین ہو سکتی جب تک کہ اُس ملک کی آبادی کا مردم شماری کے اعتبار سے حال نہ محقق کر لیا جاوے۔ ہندوستان مین اگرچہ اور اقوام بھی کسیقدر آباد ہین لیکن فی الحقیقت یہان کی مقدم آبادی دو حصون پر منقسم ہے۔ یعنی ہندو اور مسلمان۔ یہ دو قومین نہ صرف باعتبار وسعت اپنی

آبادی سے بمقدم شمار کی جاتی ہین بلکہ درحقیقت باعتبار تاریخی واقعات ماضیہ کے اور بلحاظ اپنی پولیٹیکل اور تمدنی اور علمی اور مالی اعتبار کے باشندگان ہندوستان کہلائے جاتے ہین- اور انہین کو آپسمین ایک دوسرے سے اتنا سابقہ پڑتا ہے کہ مثل مشہور ہے کہ دامن اور چولی کا ساتھ ہے- پس ان دو قوام کے سوا ایسی قومون کو جیسے کہ یورپین جو کہ عارضی طور پر ہندوستان مین رہتے ہین- یا یوریشینون کو جنکے پولٹیکل اور سوشیل اور تعلیمی اور مالی حالات کی خاص حالت ہے- یا ایسی قومون کو کہ جیسے پارسی یا یہودی اور آرمینین وغیرہ جو قلیل التعداد ہونے کی وجہ سے مردم شماری کے حساب مین ایک غیر محسوس مقدار ہین اُنکی نسبت کچھہ بحث نہین کرتا- اس لکچر کے موضوع کے مقاصد کے لیے صرف ہندو اور مسلمان آبادی کی بحث کی ضرورت ہے کہ اونہون نے چھتیس ۳۶ سال کے زمانہ مین یعنی ۱۸۵۷ء سے لغایت سنہ حال یونیورسٹیون کی اعلی تعلیم سے کہانتک کامیابی حاصل کی ایک اور امر قابل بیان ہے کہ اگر مجھکو پرائمری اور سکنڈری یعنی ابتدائی اور درمیانی تعلیم کے نتیجون سے بحث کرنی منظور ہوتی تو بلاشبہہ مجھکو اس آخری سنس یعنی مردم شماری جو ۱۸۹۱ء مین ہوئی اوسکی محتاجی ہوتی- لیکن چونکہ مین صرف اعلی تعلیم انگریزی سے اس لکچر مین غرض رکھتا ہون اور اُسکا مقیاس یونیورسٹی ہاے ہندوستان کی ڈگری یافتگان کی تعداد کو قرار دیا ہے اور چونکہ ابتداے تحصیل انگریزی سے کسی قسم کی یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کرنے تک دس بارہ برس کا عرصہ لگتا ہے اسلیے دس بارہ برس پہلے کی مردم شماری یعنی سنس ۱۸۸۱ء کو اعلی تعلیم انگریزی کی نسبت بحث کرنے کے لیے زیادہ درست موزون مقاصد اس لکچر

سکے سمجھتا ہون -

عام غلط فہمی جو مباحث تعلیمی مین ہنداور مسلمانون کی آبادی کی نسبت باہمی کے بارہ مین ہوتی ہے

۶۰ - مگر اے صاحبو - قبل اسکے کہ مین ہندوستان کے ہندو اور مسلمان باشندون کی مردم شماری کا حال بیان کرون اور اُسکی بنا پر تعلیم کی نسبت کچھہ بحث کرون مین ایک بڑی غلطی کا ذکر کرتا ہون کہ جسکی وجہ سے نہ صرف عام لوگون کو بلکہ اکثر ذی مقدرت عہدہ داران گورنمنٹ کو بھی نسبتی مقدار اشاعت تعلیم انگریزی کی بابت راے قائم کرنے مین دہوکا لگتا ہے - بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ ہندوستان کے مسلمانون کی مردم شماری مین وہ مسلمان بھی داخل ہین جو کسی زمانہ مین ہندو تھے اور مسلمان ہوگیے اور اُن نو مسلمون مین ہندوؤن کی وہ قومین بھی داخل ہین جنکو تعلیم سے کبھی تعلق نہین رہا یا وہ ہندوؤن کے ساتھہ شمار ہوتی تہین مگر اُن پر ہندو ہونے کا اطلاق نہین ہوسکتا تھا اور وہ نرہ قومین ہین جنکو ڈاکٹر سر ولیم ہنٹر نے ہندون کی مردم شماری سے خارج کر دیا ہے - پس جسقدر وہ قومین مسلمان ہوگئی ہین اور مسلمانون کے ساتھہ شمار ہوئی ہین تعلیم کا اوسط نکالنے مین اُنکو بھی مسلمانون کے شمار سے خارج کر دینا چاہیے - مگر یہ حجت محض غلط ہے - اسلئے کہ جو تفرقہ قومون کا ہندوؤن مین قائم ہوا تھا اور جسکے سبب ادنی درجہ کی قومین تعلیم سے اور بجز برہمنون کے اور قومین بالتخصیص دینی تعلیم سے ممنوع تھین وہ ایک طریقے اور رواج سے تعلق رکھتا تھا - مگر مسلمانون کی قومیت کا اطلاق اوسکے عام معنون کے لحاظ سے صرف اُن لوگون پر ہوتا ہے جو مسلمان ہین - خواہ کسی ملک کے رہنے والے اور کسی خاص قوم و فرقہ سے علاقہ رکھتے ہون وہ بجز مسلمان ہونے کے ہمارے بھائی ہوجاتے ہین

اور ہماری قوم مین شامل گنے جاتے ہین - وہ شاستری ہندوانی طریقے اور رواج جسکے سبب سے وہ تعلیم سے ممنوع تھے دفعتاً ٹوٹ جاتے ہین - ایک چمار یا خاکروب کو جو مسلمان ہوگیا ہے وہی تمام حقوق حاصل ہوجاتے ہین جو ایک نسل عرب کے مسلمان کو حاصل ہین - ہمارے ساتھ مسجد مین ملکر نماز پڑھتا ہے - قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے - اگر لائق ہے تو ممبر پر کھڑا ہوکر وعظ کرتا ہے - آپسمین ہر ایک قوم کے مسلمان سے شادی کرسکتا ہے - تمام ہندوستان مین بہت سے ایسے لوگ ہین جنکے بزرگ کسی زمانہ مین ہندو تھے - اعلی قوم کے یا ادنی قوم کے - کاشتکارون مین یا خاص ادنی درجہ کے شودرون مین سینکڑون برس سے وہ مسلمان ہین اور مسلمانون کی قوم مین مثل ایک قوم کے ملے جلے ہین - اُنھی مین سے اگلے زمانہ مین ایسے لوگ گزرے ہین جو تمام مسلمان قومون کے مقتدا اور پیشوا گنے جاتے ہین - اور اسوقت بھی اُنھی لوگون کی نسلون مین ایسے لوگ موجود ہین جو ہر طرح پر کیا بلحاظ تمدن اور کیا بلحاظ علم اور کیا باعتبار تقدس مذہبی پیشوا گنے جاتے ہین - پس مسلمان ہونے کے بعد ہر شخص کی اور خصوصاً اونکی جو پشتینی مسلمان ہین تمام حالات تبدیل ہوجاتے ہین - پس کوئی وجہ نہین ہے کہ تعلیم کا اوسط نکالنے مین اونکو مسلمانون کی مردم شماری سے خارج کیا جاوے - ہان اُن نسلون کے بہت سے لوگ جاہل ہین جسطرح کہ شیخ اور سیدون کی قومون مین سے ہزارون آدمی جاہل محض ہین مگر وہ مسلمانون کے شمار سے خارج نہین ہوسکتے

۶۱ - اے حضرات - جبکہ ۱۸۸۲ء مین ایجوکیشن کمیشن مین اس امر کی بحث پیش آئی کہ

تعداد اور نسبت باہمی جو ہندو اور مسلمانون کی آبادی کو مباحث تعلیم مین زیر نظر رکھنا چاہیئے -

نسبت ترقی تعلیم مسلمانان کے قیاس کرنے مین اُنکی نسبتی مقدار آبادی کیا قرار دی جاوے تو باعتبار مردم شماری سنہ ۱۸۷۱ء کے یہ قرار دیا گیا تھا کہ ہندوستان کے مقدم ممالک یعنی مدراس و بمبئی و بنگال و آسام و شمال مغربی اضلاع و اودہ و پنجاب مین بہ نسبت اُن اقوام کے کہ جن تک بوجہ اُنکے نیچ قوم ہونے کے سرکاری سلسلۂ تعلیم کا کچھ اثر نہین پہنچا بلکہ چھو کر بھی نہین نکلا تو مسلمانون کی نسبت آبادی بمقابلہ جملہ آبادی کے پچیس ۲۵† فیصدی یعنی ربع قرار دینی چاہیے مگر اے صاحبو - باوجود اسکے کہ یہ حساب مسلمانون کی تعداد کے حق مین مفید ہے مین نے اُس حساب کو اختیار نہین کیا - بلکہ چونکہ مین نے بوجوہات متذکرۂ بالا الغرض مباحث اعلی تعلیم انگریزی کی اشاعت کے سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کو بنیاد بحث گردانا ہے اور ڈاکٹر سر ولیم ہنٹر کی کتاب انڈین امپائر سے جو دوبارہ سنہ ۱۸۹۰ء مین چھپی ہے اور جسکے دسوین اپنڈکس مین سنہ ۱۸۸۱ء کی سینسس (مردم شماری) کی رپورٹ سے نقشہ تعداد آبادی مختلف اقوام ہندوستان بصفحہ ۳۰۷ مندرج ہے - نقشہ ہندو اور مسلمان آبادی ہندوستان کا اس نہج پر ماخوذ کیا ہے کہ جسکے دیکھنے سے ہندو اور مسلمان آبادی کے مختلف فرقون کی تعداد باعتبار ممالک واضح ہوتی ہے:

†Vide Education Commission Report (1882) p. 494

نقشہ ہندو و مسلمان آبادی برٹش انڈیا کے مختلف صوبجات کا باعتبار فرقہ و قوم حسب مردم شماری ۱۸۸۱ء

صوبجات	ہندو			مسلمان			
	برہمن	راجپوت	دیگر ذات	سُنّی	شیعہ	وہابی و فرائیضی	بلا تخصیص
مدراس	۱۱۲۲۰۷۰	۲۰۷۴۶۵	۲۷۱۶۰۱۴۳	۱۷۵۰۳۷۵	۴۴۳۷۸	۱۱۰۲	۱۳۹۷۰۶
بمبئی	۶۶۴۴۱	۱۹۶۹۰۶	۱۱۴۴۷۲۶۵	۲۹۴۰۷۶۴	۷۸۵۳۱	۱۷۸	۱۶۵۸
بنگال	۲۷۵۴۱۰۰	۱۴۰۹۳۵۴	۴۱۲۸۹۳۵۲	۲۹۶۴۶۵۷	۲۶۲۲۹۳	۲۱۴۴	۴۷۵۶۳۰
پنجاب	۸۰۹۰۸۱	۶۵۲۱۸۱	۵۶۶۹۲۶۶	۱۰۳۲۰۰۲۲	۹۵۶۵۵	۲۱۲۱۴	۱۰۷۰۵۹
مغربی و شمالی و اودہ	۴۶۵۵۲۰۴	۳۰۲۷۴۰۰	۳۰۳۷۰۷۹۰	۵۷۵۲۰۵۶	۱۷۰۵۴۷	۲۸	۲۵۵
ممالک متوسط یعنی سنٹرل پراونسز	۳۳۲۲۰۷	۲۲۱۸۴۹	۶۷۶۳۷۷۴	۲۵۹۶۰۸	۶۷۷۲	۱۸۶	۹۲۰۷
آسام	۱۱۹۰۷۵	۱۰۵۴۱	۲۹۳۲۵۳۲	۱۳۰۸۷۱۲	۶۳۷۷	۱۳۴۰	۵۹۳
برار	۶۵۷۵۴	۴۶۱۴۸	۲۳۱۲۷۵۲	۱۸۵۶۸۶	۱۳۶۰	۳۹	۴۷۰
اجمیر	۲۲۳۸۸	۱۵۸۷۶	۳۳۷۷۶۵	۵۷۲۶۲	۵۴۷	+	+
کورگ	۲۴۴۵	۴۸۰	۱۵۹۵۶۴	۱۲۵۴۰	۱	+	+
برٹش برما	+	+	۸۸۱۷۷	۱۵۰۸۲۱	۱۱۲۸۷	۱۲۴۹	۵۵۲۴
میزان جملہ برٹش انڈیا	۱۰۵۴۶۴۳۵	[illegible]	۱۲۰۵۴۰۴۸۰	۲۴۷۱۰۵۰۲۴	۶۷۷۷۴[illegible]	۲۷۴۸۰	۷۴۰۱۰۲

صوبہ وار تقسیم اور تعداد آبادی ہندو مسلمان ہندوستان	۶۲ – نقشہ مفصلہ بالا کے اعداد آبادی کو لیکر اور ہر فرقہ کے ہندو اور ہر فرقہ کے مسلمانوں کی تعداد جمع کر کے مفصلہ ذیل نقشہ بہ تفصیل مختلف صوبجات اور حساب فی صدی آبادی ہندو و مسلمان طیار کیا گیا ہے :-

نقشہ ہندو و مسلمان آبادی برٹش انڈیا بہ تفصیل حساب فی صدی حسب مردم شماری ۱۸۹۱ع

صوبجات	ہندو	مسلمان	میزان	فی صدی ہندو	فی صدی مسلمان
بنگال	۴۵۴۵۲۰۰۶	۲۱۷۰۴۷۲۴	۶۷۱۵۷۵۳۰	۶۷٫۷	۳۲٫۳
آسام	۳۰۶۲۱۴۸	۱۳۱۷۰۲۲	۴۳۷۹۱۷۰	۶۹٫۳	۳۰٫۷
برٹش برما	۸۸۱۷۷	۱۶۸۸۸۱	۲۵۷۰۵۸	۳۴٫۳	۶۵٫۷
مدراس	۲۸۴۹۷۶۷۸	۱۹۳۳۵۶۱	۳۰۴۳۱۲۳۹	۹۳٫۷	۶٫۳
کورگ	۱۶۲۴۸۹	۱۲۵۴۱	۱۷۵۰۳۰	۹۲٫۳	۷٫۷
بمبئی	۱۲۳۰۸۵۸۲	۳۰۲۱۱۳۱	۱۵۳۲۹۷۱۳	۸۰٫۳	۱۹٫۷
برار	۲۴۲۵۶۵۴	۱۸۷۵۵۵	۲۶۱۳۲۰۹	۹۲٫۸	۷٫۲
پنجاب	۷۱۳۰۵۲۸	۱۰۵۲۵۱۵۰	۱۷۶۵۵۶۷۸	۴۰٫۴	۵۹٫۶
ممالک مغربی و شمالی و اودھ	۳۸۰۵۳۳۹۴	۵۹۲۲۸۸۶	۴۳۹۷۶۲۸۰	۸۶٫۶	۱۳٫۴
ممالک متوسطہ	۷۳۱۷۸۳۰	۲۷۵۷۷۳	۷۵۹۳۶۰۳	۹۶٫۴	۳٫۶
اجمیر	۳۷۶۰۲۹	۵۷۸۰۹	۴۳۳۸۳۸	۸۶٫۷	۱۳٫۳
جملہ آبادی برٹش انڈیا	۱۴۴۸۷۵۳۱۵	۴۵۱۲۷۰۳۳	۱۹۰۰۰۲۳۴۸	۷۶٫۲۵	۲۳٫۷۵

تقسیم و تعداد ہندو و مسلمان آبادی ہندوستان باعتبار احاطہ مختلف یونی ورسٹی ہاے ہندوستان

۶۳۔ نقشہ مفصلہ بالا کی اعداد آبادی کو لیکر اور اُن صوبجات کو جو ہر یونیورسٹی کے زیر حکومت ہین ترتیب دیکر اور جمع کر کے مفصلہ ذیل نقشہ طیار کیا گیا ہے کہ جس سے ایک نظر مین صاف معلوم ہوجاویگا کہ کون کون سے صوبجات کس کس یونیورسٹی کے زیر حکومت اور احاطہ اختیار کے اندر داخل ہین اور ہندوستان کی پانچون یونیورسٹیون کے زیر اختیار ہندو اور مسلمان آبادی کی تعداد اور مقدار نسبتی فی صدی کیونکر ہے :-

نقشہ تقسیم ہندو و مسلمان آبادی برٹش انڈیا باعتبار احاطہ اختیار یونیورسٹیون کے حسب مردم شماری سنہ ۱۸۸۱ء

نام یونیورسٹی	صوبجات زیر اختیار یونیورسٹی	جملہ آبادی ہندو و مسلمان	تقسیم آبادی		حساب فی صدی	
			ہندو	مسلمان	ہندو	مسلمان
کلکتہ	بنگال آسام برما	۷۱۷۹۳۷۵۸	۴۸۶۰۳۱۳۱	۲۳۱۹۰۶۲۷	۶۷٫۷	۳۲٫۳
مدراس	مدراس کورگ	۳۰۶۰۶۲۶۹	۲۸۶۶۰۱۶۷	۱۹۴۶۱۰۲	۹۳٫۶	۶٫۴
بمبئی	بمبئی برار	۱۷۹۴۲۹۲۲	۱۴۷۳۴۲۳۶	۳۲۰۸۶۹۶	۸۲٫۱	۱۷٫۹
پنجاب	پنجاب	۱۷۶۵۵۶۷۸	۷۱۳۰۵۲۸	۱۰۵۲۵۱۵۰	۴۰٫۴	۵۹٫۶
الہ آباد	مغربی شمالی و اودھ ممالک متوسط اجمیر	۵۲۰۰۳۷۲۱	۴۵۷۴۷۲۵۳	۶۲۵۶۴۶۸	۸۸	۱۲
جملہ		۱۹۰۰۰۲۳۴۸	۱۴۴۸۷۵۳۱۵	۴۵۱۲۷۰۳۳	۷۶٫۲۵	۲۳٫۷۵

صاحبو - مین نے جو حساب فی صدی ہندو اور مسلمانون کا کیا ہے اُسکو آپ پیش نظر رکھیں اسلیے کہ مردم شماری کے سرکاری نقشون مین جو حساب فی صدی کا کیا جاتا ہے وہ بلحاظ تمام فرقون کی آبادی کے ہوتا ہے اور اس سبب سے وہ نسبت اُس فی صدی سے مطابق نہوگی جو مین نے اوپر بیان کی ہے - اسلیے کہ مین صرف ہندوٴن اور مسلمانون کا مقابلہ کرنا چاہتا ہون اور اسواسطے صرف ہندوٴن اور مسلمانون کی آبادی پر مین نے دونون فرقون کی فیصدی نسبت نکالی ہے کہ وہ ۲۳ ۷ ۵ / ۶ ۲ ۵ - یعنی بحساب اعشاریہ ۳۱ر - اور تقریباً ۱/۳ ہوتی ہے یعنی چہارم سے زیادہ اور ثلث سے کم -

تعلیمی معاملات مین سب سے زیادہ صحیح نتائج علم الاعداد یعنی حساب سے ماخوذ ہوتے ہین

۶۴ - اے حضرات - قبل اسکے کہ مین اس امر کا بیان کرون کہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم انگریزی مین مسلمان بمقابلہ اپنے ہندو بھائیون کے کسقدر پس ماندہ ہین - مجھکو یہ عرض کرنا ضرور ہے کہ بعض دیگر اقوام کے لوگون کا بلکہ بعض حکام انگریزی کا بھی یہ گمان ہے کہ مسلمانون کی تعلیم مین پس ماندگی نہایت مبالغہ کے ساتھہ بیان کی جاتی ہے اور درحقیقت اُنکی حالت اس معاملہ مین ایسی مستثنیٰ اور واجب الرحم نہین ہے کہ جیسی وہ خود بیان کرتے ہین - اس قسم کی جملہ مباحث مین جو طریقے گفتگو کے اختیار کیے جاتے ہین اُنمین ایک طریقہ محض فصاحت اور بلاغت کا ہے کہ جسمین گفتگو کرنے والا بذریعہ اپنے شستہ الفاظ اور بلیغ استعارات اور دلربا طرز بیان کے یہ چاہتا ہے کہ جو اُسکا مقصود ہے اُسکو سامعین تسلیم کرلین - خواہ وہ نتائج حسب واقعہ حقیقی ہون یا نہون - دوسرا طریقہ بحث کا استدلال منطقی ہے کہ جسمین بحث کرنے والون کے باہم چند

باتین مسلمہ قرار پاکر ہر فریق یہ چاہتا ہے کہ اُسکے حسبِ مراد نتائج ماخوذ ہون - ان دونون طریقہ بحث مین یعنی طریقۂ فصاحت و بلاغت اور طریقۂ استدلال منطقی جو مسلمات کی بنا پر کی جاوے احتمال غلطی کا ہوتا ہے - کیونکہ بلاغت کا فن اسی لیے قرار دیا گیا ہے کہ بلالحاظ صحیح ہونے یا غلط ہونے واقعات کے گفتگو کرنے والا سامعین کے دل مین اپنے حسب مراد اثر اور یقین پیدا کرادے - اور استدلال منطقی مین ہمیشہ اس بات کا احتمال ہوتا ہے کہ جن امور کو فریقین نے مسلمات قرار دیا ہے اُنمین غلطی یا سہو ہو - ان دونون طریقون سے بڑھکر اور سب سے صحیح طریقہ اس قسم کے مباحث کے طے کرنے کا وہ ہے جو بنی نوع انسان کو علم الاعداد سے حاصل ہوا ہے - یہ وہ طریقہ ہے کہ جسمین گفتگو کرنے والے کی کچھہ ہی خواہش اور مراد ہو اور سامعین کی کچھہ ہی آرزو ہو جو نتیجہ اس علم کے ذریعے سے نکلتا ہے وہ امر حق کو ظاہر کرتا ہی دو اور دو ملکر ہمیشہ چار ہون گے - خواہ اس نتیجہ سے گفتگو کرنے والا خوش ہو یا اُسکی مراد کے خلاف سامعین ایسے نتیجہ کی آرزو رکھتے ہون یا نہ رکھتے ہون - پس مین نے ایک ایسے معاملہ مین کہ جیسے اشاعت اعلی درجہ کی تعلیم انگریزی کا مسلمانون مین سوال ہے کہ جسکی نسبت بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ مسلمان جانکر اپنی خستہ حالی مبالغہ آمیز الفاظ مین اس غرض سے بیان کرتے ہین کہ گورنمنٹ اُنکی تعلیمی حالت پر مستثنی توجہ اور عنایت کرے - وہ طریقہ بحث بذریعہ علم الاعداد کے اختیار کیا ہے کہ جسمین کوئی گنجایش شک و شبہہ و چون و چرا نہو اور جسمین ہر قوم و فرقہ کے آدمی خواہ وہ مسلمانون کے بھی خواہ ہون خواہ اُنکے مخالف ہون خواہ اُن سے ہمدردی رکھتے ہون یا اُن سے حسد رکھتے ہون یہ نہ کہہ سکین کہ جو نتائج دربارۂ خستہ حالی

مسلمانان باعتبار اعلی تعلیم انگریزی کے ہم ظاہر کرتے ہین وہ محض خیالی ہین اور مبالغہ آمیز
کلمات سے غلط نتیجہ دکھاتے ہین - علاوہ برین خود مسلمانون مین بھی ہوسکتے ایسے بیکدل
آدمی ہین جنکا یہ خیال ہے کہ اعلی تعلیم انگریزی کے شائق اور اُسکی ترقی چاہنے والے اپنی
تحریرون اور تقریرون مین صرف مسلمانون کو جوش دلانے کے لیے واقعی حقیقت سے
زیادہ بیان کرتے ہین اور مسلمانون کی تعلیمی حالت کو زیادہ خراب ظاہر کرتے ہین -
اور یہ لوگ پرائمری اور سکنڈری اسکولون مین مسلمانون کی کافی تعداد دیکھکر اُس دردناک
حالت کا اندازہ نہین کرسکتے جو اعلی تعلیم مین مسلمانون کی ہے - اسلیے اے حضرات
مین اسوقت آپکے سامنے نہ اسلیے کھڑا ہوا ہون کہ اپنی خواہش کے موافق منطقی دلائل
سے صغرا و کبرا بناکر نتیجہ نکالون - نہ میرا اسوقت یہ مقصود ہے کہ فصیح اور بلیغ تقریر سے آپ
لوگون کو جوش دلاؤن - بلکہ مین صرف علم الاعداد سے کام لینے اور ہندسون سے جو
نتیجے نکلے ہین اُنکے سنانے کے لیے کھڑا ہوا ہون - حضرات - ذرا سر اُٹھاکر اس
ہال کی دیوارون کو ملاحظہ فرمایئے - اِسکے ایک طرف وہ نقشے ہین جنمین سیاہ و سرخ روشنائی سے
ہندو اور مسلمانون کی اعلی تعلیم پانے والون کی تعداد لکھی اور ہر صوبہ اور ہر قرن کے لحاظ سے
مختلف طریقون سے اُنکے علوم و فنون مین ترقی اور تنزل کی کیفیت بتائی گئی ہے - پھر دوسری
طرف اس ہال کے دیکھیے کہ اسمین وہ ڈائگرام یعنی رنگین نقشے لٹکے ہوے ہین جن سے
آپ دیکھ سکتے ہین کہ ہندو علوم و فنون کے ہر صیغہ مین کہانتک ترقی کرگیے اور مسلمان کسقدر پیچھے رہگیے
صاحبو - یہ ڈائگرام اور یہ سبز و سرخ رنگ جو انمین نظر آرہے ہین کیا ہین ؟ یہ صرف آنکھون

کو خوش کرنے کے لیے نہین ہین بلکہ یہ مسلمانون کی اُس ابتری کی سچّی شبیہ اور اُس حالت کی واقعی تصویر ہین جو اعلیٰ تعلیم مین بمقابلہ ہندوؤن کے انکی ہے اور اسلیے مجھے اسوقت کچھہ ضرورت اس بات کی نہین ہے کہ اپنی قوم کی دردانگیز حالت پر مرثیہ پڑہون اور خود رؤن اور آپ کو رولاؤن - بلکہ حقیقت مین اسوقت آپکے سامنے قوم بمنزلہ اُس مریض کے نظر آرہی ہے جسکی جان نکل رہی ہو - پس جبکہ آپ کی آنکھون کے سامنے قوم کا جنازہ رکھا ہوا ہے تو کیا ضرورت ہے اسکی کہ کوئی مرثیہ پڑہے اور نالہ و فغان مچانے کے لیے دردانگیز تقریرین کرے - صاحبو - یہ نقشے اور یہ ڈائگرام آپ کو اور تمام دنیا کو یہ بات بتاتے ہین کہ مسلمانون نے اعلیٰ تعلیم انگریزی مین درحقیقت نہایت ہی غفلت کی اور اُسکے اسباب کچھہ ہی ہون مگر نتیجہ بہت بُرا نکلا اور بُرا بھی ایسا جو آپکے اندازہ اور خیال سے غالباً باہر ہوگا - افسوس ہے کہ ہندسون کا بیان کرنا کسی مجلس مین پسند نہین کیا جاتا ہے نہ سامعین خوشی سے اُسے سننا چاہتے ہین - مگر مین مجبور ہون کہ اپنے سامعین کو ہندسے ہی سُناؤن اور نہ صرف ایک دفعہ بلکہ باربار - اور نہ فقط ایک طور سے بلکہ طرح طرح سے وہ نتیجے جو مین نے نکالے ہین اعداد اور ہندسون کے ذریعے سے سمجھاؤن تاکہ آپ خود مسلمانون کی اعلیٰ تعلیم کی نسبت اپنی اپنی رائے قائم کرسکین -

نقشجات مرتبہ متعلق تعداد ڈگری یافتگان یونیورسٹی ہاے ہند -

۶۵ - حضرات - یہ نقشے جو آپکے سامنے ہین اُنکی تعداد آٹھہ ہے - اِن نقشجات کو ترتیب وار آپنڈکس یعنی ضمیمہ لکچر ہذا مین درج کیا گیا ہے کہ اُنکے ملاحظہ سے جو بیان مین کرتا ہون

اُسکی وضاحت ہوتی ہے نقشجات نمبر ایک سے نمبر پانچ تک یونیورسٹیون کے سالانہ امتحانات کے نتیجے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سن ابتدا سے ۱۸۵۸ء لغایت ۱۸۹۳ء ہر قسم کے علوم وفنون مین ہر سال کتنے ہندواو۔ کتنے مسلمانون نے ڈگریان حاصل کین۔ چونکہ سالانہ امتحانات کے نتیجے ہر یونیورسٹی کے سالانہ کالندرون سے نکالے گیے ہین اسیلیے ہر یونیورسٹی کے لیے مین نے الگ الگ ان نقشون کو بنایا ہے اور یہ نقشے بالکل سرکاری کلندرون کے مطابق ہین اور جنکو مین نے اپنی خاص نگرانی اور اہتمام مین طیار کرایا ہے۔ کسی کتاب یا کسی رپورٹ سے یہ نقشے نہین لیے گیے ہین۔

نقشہ نمبر ۶۔ نقشہ تفصیل علوم عامہ مین ڈگری پانے والون کا جس سے معلوم ہوگا کہ ہر قرن مین اور ہر ایک یونیورسٹی مین کتنے ہندو اور کتنے مسلمان ایم اے اور بی اے مین پاس ہوے۔ اور ہر ایک قرن مین فیصدی نسبت باہم اُنکے کیا رہی اور آغاز یونیورسٹی سے اخیر ۱۸۹۳ء تک اوسط سالانہ ہندو اور مسلمان ڈگری یافتگان کا بہ تفصیل ایم اے اور بی اے کے کیا پڑا اور نیز بلحاظ اُس نسبت کے جو ہندو اور مسلمانون کی آبادی مین ہے مسلمانون کو بمقابلہ ہندؤن کے بحساب فیصدی کتنا ہونا چاہیئے تہا۔

نقشہ نمبر ۷۔ نقشہ نسبتی ترقی اعلی تعلیم انگریزی بابت چھتیس ۳۶ سال کے از ابتدا ۱۸۵۸ء لغایت ۱۸۹۳ء جسمین چھہ چھہ برس کا ایک ایک قرن قرار دیکر ہندوستان کی تمام یونیورسٹیون کے ہر قسم کے ڈگری پاے ہوے ہندو اور مسلمانون کی تفصیل ہے۔

یہ نقشہ اوپر کے چھہ نقشون سے بنایا گیا ہے اور بنظر توضیح اور تشریح کے علوم عامہ یعنی

ایم اے و بی اے اور قانون اور ڈاکٹری اور انجنیری مین جتنے ہندو اور مسلمان پاس ہوے
یہ تفصیل یونیورسٹی کے اُنکی تعداد لکھی گئی ہے - اور فیصدی نسبت جو ہندو اور مسلمانون مین
ہے وہ بھی بابت ہر قرن کے اور نیز کل پر ظاہر کی گئی ہے - علاوہ برین وہ نسبت جو درمیان
ہندو اور مسلمان ڈگری یافتگان کے ہونی چاہیے تھی بحساب آبادی کے اُس نسبت کے
جو ہندو اور مسلمانون کی ہے اس نقشہ مین بیان کی گئی ہے - اور بلحاظ اس نسبت کے جو
تعداد مسلمان ڈگری یافتگان کی ہونی چاہیے تھی دکھا کر کمی جو مسلمان ڈگری یافتگان کی تعداد
مین رہی دکھائی گئی ہے - اور اس غرض سے کہ ہر ایک شخص کو جانچ اور تنقیح کا موقع ملے ہر
صوبہ کی آبادی بموجب مردم شماری سنہ ۱۸۸۱ع کے اور ہندو اور مسلمانون کی باہمی نسبت جو بحساب
فیصدی آبادی کے ہے اسمین دکھادی گئی ہے -

نقشہ نمبر ۸ - خلاصہ و نتیجہ چھتیس ۳۶ سال کی تعلیم کا بلحاظ تفصیل علوم و فنون کے بلا تشریح
قرن اور یونیورسٹی کے - یہ نقشہ کل اوپر کے نقشون کا خلاصہ ہے اور اُنھی سے بنایا گیا ہے
جو شخص کل ہندوستان کا عام نتیجہ چھتیس ۳۶ سال کی تعلیم کا دریافت کرنا چاہے وہ آسانی سے اس
نقشہ مین دیکھ سکتا ہے -

ڈائگرام مرتبہ جن سے نسبتی ترقی اعلی تعلیم انگریزی کی مابین ہندو اور مسلمان کے واضح معلوم ہوتی ہے

۶۶ - جو کیفیت ان نقشون سے معلوم ہوتی ہے وہ دوسرے طور پر ڈائگرام مین دکھائی گئی ہے - بغیر معلوم
ہونے تعداد اور بغیر دیکھنے ہندسون کے ڈائگرام کے نقشون سے بلندی اور پستی ہندو اور مسلمانون کی
اعلی تعلیم انگریزی مین صاف نظر آتی ہے - ایک بچہ بھی انہین دیکھ کر اُس ترقی اور تنزل کا صحیح

اندازہ کر سکتا ہے جو دونون قوم کی تعلیم مین ہے - ڈائگرام نمبر ایک مین ہر یونیورسٹی اور ہر قرن کے
ایم اے و بی اے ہندو اور مسلمان گویا برابر برابر کھڑے ہوے ہین - اگر کسی قدر سے تشبیہ دی جاوے
تو آپ اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہین کہ ہندو کیسے بلند اور سرو کی کیطرح سیدہے سربفلک ہین اور
اُنہی کے برابر مسلمان کیسے چھوٹے اور پست زمین سے لگے ہوے اُنکے پاس کھڑے ہوے
ہین کہ جنکے سر اُنکے ٹخنون تک بھی نہین پہنچتے - اور اگر اُنہین تھرمامیٹر سمجھیے تو سرخ رنگ کا پارہ
ہندون کے چڑہاؤ کو بتاتا ہے اور اُنکی کوشش اور شوق اور اولوالعزمی کی حرارت سے نوے کے
قریب پہنچ گیا ہے - اور سبز رنگ کا پارہ مسلمانون کے اُتار کو دکھاتا ہے کہ وہ اُنکی غفلت اور کاہلی
اور تعصب اور غرور اور زوال جوش کے سرد ہو جانے سے تیسرے درجہ سے اوپر نہ چڑہ سکا -
دوسرے نمبر کا ڈائگرام آپ کو بتاتا ہے کہ مسلمان اگر ہندون کے ساتھ ساتھ چلتے تو اپنی آبادی
کی نسبت سے وہ علوم عامہ یعنی ایم اے و بی اے مین کہانتک پہنچتے - مگر اپنی غفلت کے سبب سے
وہ کتنے نیچے اور کتنے پیچھے رہ گیے - صرف آپ الہ آباد یونیورسٹی کے خانہ ڈگری بی اے مین یہ پاوینگے
(جیسا کہ خود ڈائگرام نمبر ۲ کی عبارت حاشیہ مین بیان کیا گیا ہے) کہ خانہ مسلمانون مین جو سبز رنگ
۹ء۵ درجہ حاشیہ پر علیحدہ دکھایا گیا ہے اور اصل خانہ مین ۱۲ درجہ کے اندر ایک خطیچ مین کھینچدیا گیا
ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ بحساب نسبت آبادی کے مسلمانون کا ۳ء۱۱ ہونا چاہیے تھا اور
اُس نسبت سے بڑہ کر وہ ۲ء۷ تک پہنچ گیے - اسکی وجہ مختصر یہ ہے کہ شمال مغربی اضلاع
مین اعلیٰ تعلیم انگریزی کے لیے خاص کوشش و جدوجہد کی گئی اور مدرستہ العلوم مسلمانان علیگڈہ
مین قائم ہونے سے اس امر مین نہایت ترقی ہوئی - چنانچہ منجملہ تعداد ۷ مسلمان بی اے کے صرف

مدرسۃ العلوم مسلمانان سے ۲۵ مسلمان بی اے الہ آباد یونیورسٹی مین پاس ہوے ہین اور اگر یہ کالج نہوتا تو صرف ۲۸ مسلمان بی اے رہ جاتے کہ جسکی وجہ سے الہ آباد یونیورسٹی مین بھی مسلمان پس پا دکھائی دیتے - پس یہ خاص مدرسۃ العلوم علیگڈہ مسلمانان کی بدولت اُنکو سرفرازی ہوئی ہے کہ باعتبار اپنی نسبت آبادی کے زیادہ بی اے پاس ہوے - اور ڈائگرام نمبر تین بلحاظ ہر قسم کے علوم وفنون کے کُل ہندوستان کے مسلمان اور ہندوٴن کی ترقی اور تنزل ظاہر کرتا ہے - اور وہ حد جہانتک ہر علم وفن مین مسلمانونکو پہنچنا چاہیئے تہا بتاکر اُنکی غفلت اور بے پروائی سے اُنکا اُس سے بہت پیچہے رہ جانا دکہاتا ہے -

نتائج نقشجات ماسبق بطور گوشوارہ -

۷۱ حضرات - یہ نقشے اور یہ ڈائگرام اگرچہ خود زبان حال سے ہندو اور مسلمانون کی تعلیمی حالت بتاتے ہین مجہے زیادہ ضرورت اِس بات کی معلوم نہین ہوتی کہ مین زیادہ تشریح کرون - مگر اِس خیال سے کہ اِس لکچر کے دیکہنے والون کو اِن تفصیلی نقشون کے دیکہنے اور اُنکے نتائج پر غور کرنے مین زیادہ تکلیف نہو اُنکا خلاصہ آپکے سامنے بیان کرتا اور مختصر گوشوارون مین اُن اعداد اور ہندسون کو دکہاتا ہون - غالباً ہر شخص اس بات کے دریافت کرنے کا شائق ہوگا کہ ہر قرن مین اور آغاز یونیورسٹی سے اب تک ہر صوبہ مین تعلیم سے ہندو اور مسلمانون نے کیا فائدہ اُٹھایا - اسکے لیے مین دو گوشوارے جو نقشہاے متذکرہ بالا کے گویا گوشوارے اور خلاصہ ہین آپکے سامنے پیش کرتا ہون :-

گوشوارہ اوّل

نتیجہ علوم و فنون کی تعلیم کا بلحاظ قرون شش سالہ کے

تفصیل قرن	علوم عامہ: تعداد ڈگری یافتگان: ہندو	علوم عامہ: تعداد ڈگری یافتگان: مسلمان	علوم عامہ: نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے	قانون: تعداد ڈگری یافتگان: ہندو	قانون: تعداد ڈگری یافتگان: مسلمان	قانون: نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے	طب: تعداد ڈگری یافتگان: ہندو	طب: تعداد ڈگری یافتگان: مسلمان	طب: نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے	انجنیری: تعداد ڈگری یافتگان: ہندو	انجنیری: تعداد ڈگری یافتگان: مسلمان	انجنیری: نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے	میزان: تعداد ڈگری یافتگان: ہندو	میزان: تعداد ڈگری یافتگان: مسلمان	میزان: نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے
۱۸۵۸—۶۳	۸۸	۱	۱٫۱۳	۳۶	+	+	۴۵	۱	۲٫۲	۱۸	+	+	۱۸۷	۲	۱٫۱
۱۸۶۴—۶۹	۴۷۲	۹	۱٫۹	۲۳۸	۴	۱٫۶	۱۱۳	۳	۲٫۶	۲۵	+	+	۸۴۸	۱۶	۱٫۸
۱۸۷۰—۷۵	۸۴۶	۱۰	۱٫۲	۵۱۹	۹	۱٫۵	۱۶۰	۷	۴٫۲	۵۷	+	+	۱۶۵۲	۲۶	۱٫۶
۱۸۷۶—۸۱	۱۲۵۲	۲۳	۲٫۰۳	۳۸۵	۵	۱٫۳	۳۲۱	۳	٫۹۳	۱۲۸	+	+	۲۰۸۶	۳۱	۱٫۵
۱۸۸۲—۸۷	۲۵۷۸	۱۱۰	۴٫۳	۸۲۷	۳۷	۴٫۳	۲۹۲	۶	۲	۱۳۰	-	۱٫۵	۴۲۲۷	۱۵۵	۳٫۶
۱۸۸۸—۹۳	۴۰۷۵	۲۴۶	۵٫۷	۱۴۶۲	۵۵	۳٫۶	۳۰۸	۱۴	۴٫۳	۲۳۲	۱	٫۴	۶۰۸۱	۳۱۶	۵٫۱۰
جملہ ۱۸۵۸—۹۳	۹۷۱۵	۳۹۹	۳٫۹	۳۵۳۷	۱۱۰	۳٫۰۲	۱۲۳۹	۳۴	۲٫۷	۵۹۰	۲	٫۵	۱۵۰۸۱	۵۴۶	۳٫۵
اوسط سالانہ	۲۶۹٫۹	۱۱٫۱	۴٫۲	۹۸٫۲	۳	۳٫۳	۳۴٫۳	٫۹۹	۳٫۴	۱۶٫۴	٫۱	۱٫۶۴	۴۱۸٫۹	۱۵٫۱	۲٫۸

گوشوارہ دوم

نتیجہ علوم و فنون کی تعلیم کا بلحاظ یونیورسٹیوں کے

نام یونیورسٹی	علوم عامہ — تعداد ڈگری یافتگان — ہندو	علوم عامہ — تعداد ڈگری یافتگان — مسلمان	علوم عامہ — نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے	قانون — تعداد ڈگری یافتگان — ہندو	قانون — تعداد ڈگری یافتگان — مسلمان	قانون — نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے	طب — تعداد ڈگری یافتگان — ہندو	طب — تعداد ڈگری یافتگان — مسلمان	طب — نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے	انجینیری — تعداد ڈگری یافتگان — ہندو	انجینیری — تعداد ڈگری یافتگان — مسلمان	انجینیری — نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے	میزان — تعداد ڈگری یافتگان — ہندو	میزان — تعداد ڈگری یافتگان — مسلمان	میزان — نسبت فیصدی مسلمانوں کی بمقابلہ ہندوؤں کے
کلکتہ	۴۹۸۱	۲۰۳	۳ر۹	۲۵۸۸	۴۷	۲ر۸	۶۹۴	۱۰	۱ر۴	۱۷۷	۱	ر۶	۸۴۴۰	۲۹۰	۳ر۴
مدراس	۲۶۳۴	۲۲	ر۹	۴۶۵	۵	۱ر۱	۵۹	۲	۳ر۳	۷۸	+	+	۳۲۳۶	۲۹	ر۹
بمبئی	۱۴۴۴	۲۶	۱ر۸	۳۴۵	۳	ر۹	۴۲۳	۹	۲ر۱	۳۲۵	۲	ر۶	۲۵۲۷	۳۰	۱ر۲
پنجاب	۲۴۶	۶۹	۲۱ر۹	۸۷	۲۰	۱۹ر	۶۳	۱۳	۱۷ر۱	+	+	+	۳۹۶	۱۰۲	۲۵ر۸
الہ آباد	۴۳۰	۷۹	۱۵ر۵	۵۲	۶	۱۰ر۴	+	+	+	+	+	+	۴۸۲	۸۵	۱۷ر۶
میزان	۹۷۱۵	۳۹۹	۳ر۹	۳۵۳۷	۱۱۰	۳ر۰۲	۱۲۳۹	۳۴	۲ر۷	۵۹۰	۳	[illegible]	۱۵۰۸۱	۵۴۶	۳ر۵
اوسط سالانہ	۲۶۹ر۹	۱۱ر۱	ر۲۴	۹۸ر۲	۳	ر۳۳	۳۴ر۴	ر۹۹	ر۳۴	۱۶ر۴	ر۱	۱ر۶۴	۴۱۸ر۹	۱۵ر۱	ر۲۸

بیان نتائج کیفیت جو پہلے گوشوارہ سے معلوم ہوتی ہے -

۶۸ - پہلے گوشوارہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ پہلے قرن مین کل تعداد مسلمان ڈگری یافتگان کی تمام علوم وفنون مین بمقابلہ ۱۸۷ ہندؤن کے صرف ۲ تھی اور دوسرے قرن مین بمقابلہ ۴۰۸ ہندؤن کے ۱۶ - اور تیسرے قرن مین بمقابلہ ۱۶۵۲ ہندؤن کے ۲۶ - اور چوتھے قرن مین بمقابلہ ۲۰۸۶ ہندؤن کے ۳۱ تھی - گویا چوبیس برس مین ۷۵ مسلمانون نے ڈگری پائی - حالانکہ صرف پہلے چھہ برس مین ہندؤن کی تعداد ۱۸۷ تھی اور اس چوبیس برس مین ڈیڑہ فی صدی سے کبھی زیادہ نسبت اُنکی نہ ہوئی - پس اگر سَو ہندو پاس ہوے تو اُنکے مقابلہ مین دو مسلمانون نے بھی ڈگری نہ پائی - البتہ پانچوین اور چھٹے قرن مین مسلمان کسیقدر دکھائی دیتے ہین - اُنکی تعداد مین بھی ترقی معلوم ہوتی ہے اور فی صدی نسبت مین بھی یعنی ۱۸۸۲ء سے لغایت ۱۸۸۵ء ۱۵۵ مسلمانون نے یونیورسٹی کی سند پائی اور ۱۸۸۶ء سے لغایت ۱۸۹۳ء اُنکی تعداد ۳۱۶ تک پہنچ گئی اور ڈیڑہ فی صدی سے ترقی کرکے اُنکی نسبت فیصدی کے لحاظ سے ساڑھے تین اور پانچ ہوگئی - اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اوّل کے چار قرنون مین خواب غفلت مین پڑے رہے اور اس چوبیس برس مین جبکہ اُنکے بھائی ہندو نہایت تیزی سے دوڑ رہے تھے وہ آرام کے بچھونے سے بہت کم اُٹھے - البتہ اخیر کے دو قرنون مین یعنی ۱۸۸۲ء سے وہ کچھہ چونکتے اور آنکھین ملتے اور اُٹھتے ہوئے نظر آتے ہین - مگر اب بھی اُنکی تعداد اسقدر کم اور اُنکی نسبت اس درجہ گھٹی ہوئی ہے کہ ہم مسلمانون کو علم کی دنیا مین سے ہندؤن کے مقابلہ مین اُنکو خارج سمجھتے ہین - اے حضرات مین کوئی ایسی

بات زبان سے نکالنا پسند نہین کرتا جس سے میرے کسی بہائی کو رنج پہنچے یا وہ مجھے ملامت کرنے والا اور اپنی قوم کا برا بہلا کہنے والا نہ سمجھے درحقیقت کسی ایسے لفظ کے زبان سے نکالنے پر جس سے دوسرے کا دل دکھے خود میرا دل دکھتا ہے - مگر اے میرے پیارے بہائیو - حقیقت حال کا کہنا ملامت نہین ہے اور نہ موجودہ واقعات کا زبان پر لانا ملامت ہے - مگر کیا کیجیے میرے یا آپ کے چہپانے سے حالت بدل نہین سکتی اور میرے یا آپ کے کرنے سے نتیجون مین فرق نہین ہو سکتا - جب ہماری حالت یہ ہے کہ چہتیس برس مین ۱۰۰۸۱ ہندون کے مقابلہ مین صرف ۴۷۶ مسلمانون نے تمام ہندوستان کی مختلف یونیورسیٹیون مین ڈگری پائی یعنی ہر سال ۱۸ ہ ہندون کے مقابلہ مین ۱۵ مسلمانون کا اوسط پڑا یعنی سو ہندون مین نہ بیس نہ دس نہ پانچ بلکہ ایک مسلمان بھی سالانہ امتحان مین کامیاب نہ ہوا بلکہ ایک کے آدہے اور تہائی تک نہ پہنچے اور ایک چوتہائی ست آگے نہ بڑہے تو یہ کیا ایسی حالت ہے جسپر ہم صبر کر سکین اور ہم اپنے آپ کو رونے اور رولانے اور قوم کی تباہی پر نالہ و فغان کرنے سے باز رہ سکین ؟ (دیکھو گوشوارہ اول متعلق دفعہ ۶۷)

بیان نتائج کیفیت جو دوسرے گوشوارہ سے ماخوذ ہوتی ہے -

۶۹ - دوسرے گوشوارے سے جو اوپر بیان کیا گیا مختلف صوبونکی حالتین معلوم ہوتی ہین اور اُسکے دیکھنے سے وہ فرق ظاہر ہوتا ہے جو ہر ایک صوبہ کے مسلمانون کی تعلیمی حالت مین ہے - اُسکے دیکھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ سب سے خراب حالت مدراس کے مسلمانون کی ہے اور اُسکے بعد بمبئی کے مسلمانون کی پست حالت ظاہر ہوتی ہے - مدراس کے مسلمان چہتیس برس مین

درحقیقت سوتے رہے اور غالباً ابتک آرام کی نیند مین سو رہے ہین - کیا کوئی شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ مدراس مین ۳۲۳۶ ہندؤن نے مختلف علوم وفنون مین ڈگری حاصل کی ہو اور اُنکے مقابلہ مین صرف ۲۹ مسلمان پاس ہوے ہون ؟ یعنی سو ہندون کے مقابلہ مین ایک مسلمان نے بھی ڈگری حاصل نہ کی - قریب قریب اسی کے بمبئی کے مسلمانونکی حالت ہے کہ جہان ۲۵۷ ہندؤن نے سند حاصل کی ہو. ہان مسلمان ڈگری یافتگان کی تعداد صرف ۳۰ ہو یعنی سّو ہندون کے مقابلہ مین ایک مسلمان - ان دونون صوبون کی بہ نسبت بنگال پریسیڈنسی کی حالت کسیقدر بہتر ہے - یعنی ۲۰۰ مسلمان ڈگری یافتہ نظر آتے ہین اگرچہ بمقابلہ ہندؤن کے جنکی تعداد ۴۴۰۸ ہے یہ تعداد کچھہ زیادہ نہین ہے کیونکہ تین فیصدی سے زیادہ نہین ہے - پنجاب مین ۱۰۲ مسلمانون نے بمقابلہ ۳۹۶ ہندؤن کے ڈگری حاصل کی ہے - اگرچہ یہ تعداد بظاہر دل خوش کن ہے اور سّو ہندؤن مین چھبیس مسلمان نظر آتے ہین مگر چونکہ پنجاب مین مسلمانون کی آبادی بمقابلہ ہندؤن کے قریب ۶۰ فیصدی کے ہے اسلیے چھبیس فیصدی کی نسبت درحقیقت اُنکا تنزل اور تعلیم مین پستی ظاہر کرتی ہے نہ کہ ترقی - البتہ الہ آباد کی حالت بہتر ہے - اگرچہ صرف ۸۵ مسلمانون نے ابتک الہ آباد کی یونیورسٹی مین ڈگری حاصل کی ہے مگر بمقابلہ ۴۸۲ ہندون کے اُنکی نسبت ۱۷ فیصدی سے زیادہ ہے - حالانکہ ازروے آبادی کے بمقابلہ ہندؤن کے اُنکی فیصدی نسبت صرف بارہ ہے -

بیان گوشوارۂ سوم جو قابل غور ہے

۷۰ - اب مین ایک تیسرا گوشوارہ آپکے سامنے

پیش کرتا ہون جو نہایت غور کے قابل ہے اور غالباً آپ اُسے بہت دل لگا کر سنین گے وہ گوشوارہ یہ ہے:

اِس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر صوبہ مین بلحاظ اپنی اپنی آبادی کے فی لاکھ کتنے ہندو اور کتنے مسلمان ڈگری یافتہ ہین اور یہ بھی آپ اُس سے معلوم کر سکین گے کہ ہندو اور مسلمانون مین اپنی اپنی آبادی کے لحاظ سے کتنے آدمیون مین ایک ڈگری یافتہ ہے - یہ گوشوارہ اِس سبب سے زیادہ دلچسپ ہے کہ جتنے نقشے اسوقت آپکے سامنے پیش کیے گیے ہین اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بمقابلہ ہندؤن کے تعلیم مین مسلمانون کی کیا حالت ہے - مگر اس گوشوارہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جتنی آبادی ہندون کی ہے اُسمین لاکھ آدمی پیچھے کتنے ہندو ڈگری یافتہ ہین اور اسیطرح مسلمانون کی آبادی کے لحاظ سے فی لاکھ مسلمان ڈگری پانیوالون کی نسبت معلوم ہوتی ہے - اور یہ نسبتین ہر یونیورسٹی کے علم و فن کی ہر شاخ مین جدا جدا ظاہر ہوتی ہین - مگر اسکا نتیجہ بلحاظ مسلمانون کی تعلیمی حالت کے اور بھی زیادہ دردانگیز اور دل شکن ہے - اسکے دیکھنے سے مسلمانون کی وہ خراب حالت ظاہر ہوتی ہے کہ جس سے نہ صرف موجودہ حالت پر رنج ہوتا ہے بلکہ آئندہ بھی اُنکی ترقی کی طرف سے مایوسی ہوتی ہے اور ہندؤن کے برابر پہنچنے کا تو کسی طرح خیال ہی نہین ہو سکتا - اے حضرات - ذرا دل کے کان کھولیے اور جو نسبتین مین آپ کو سناتا ہون اُنکو غور سے سنیئے - اس ملک یعنی ہندوستان مین اُس قوم کی کیا حالت ہے جو کسی زمانہ مین علم کی حامی اور مربی تھی اور جسنے ہزار برس تک علم کو قائم رکھا اور جو اب تک علم کی مدعی ہے - اُسکی حالت یہ ہے کہ بلحاظ اعلیٰ

تعلیم انگریزی سے ایک لاکھ آدمیون مین صرف ایک شخص ڈگری یافتہ ہے جبکہ ہندوؤنکے مقابلہ مین فی لاکھ دس۱۰ ڈگری یافتہ ہین۔ ہندو اپنی آبادی کے لحاظ سے بہ نسبت مسلمانون کے اسقدر بڑھ گیے ہین کہ ۵۶۰۶ آدمی پیچھے ایک ڈگری یافتہ ہے اور مسلمانون مین ۸۲۶۵۰ مین ایک سند یافتہ ہے۔ اور پھر جبکہ مختلف علوم وفنون کے اوپر نظر کیجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ہم لوگون کے سر مین دماغ نہین بنایا یا دماغ مین مغز نہین تھا۔ اسلیے کہ جن شاخون مین علم کی دماغی قوت کی حاجت ہے اُسی مین ہم مسلمان بہت پیچھے ہین۔ مثلاً قانون کہ ۴۱۰۲۴۵ آدمیون پیچھے صرف ایک مسلمان ڈگری یافتہ ہے۔ اور ڈاکٹری مین ۱۳۲۷۲۶۵ مسلمانون مین ایک ڈگری پایا ہوا نظر پڑتا ہے۔ اور انجنیری مین جسکے لیے ریاضی کی نہایت ضرورت ہے ڈیڑھ کرور آدمیون مین ایک مسلمان انجنیر ہے۔ یہ ہندسے اُن لوگون کے قول کی تصدیق کرتے ہین جو یہ کہتے ہین کہ خدا نے مسلمانون کا سر ریاضی کے لیے بنایا ہی نہین۔

دیگر دو گوشوارہ جات جنسے نسبت مطلوبہ تعداد مسلمان ڈگری یافتگان باعتبار مناسبت آبادی معلوم ہوتی ہے

۱۷- اب مین آپ کی خدمت مین دو گوشوارے اور پیش کرتا ہون یعنی چہارم و پنجم جنسے آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ ہر صوبہ مین اور تعلیم کے ہر صیغے کی کتنے مسلمانونکو بلحاظ اُس نسبت کے جو ہندوؤن کی آبادی سے ہے کامیاب ہونا چاہیے تھا۔ یعنی اگر وہ ہندوؤن کے موافق تعلیم حاصل کرتے اور ڈگریان پاتے تو بلحاظ اُس نسبت کے جو اُنکی آبادی کو ہندوؤن سے ہے وہ تعداد مین کسقدر ہوتے اور کتنے کامیاب ہوے اور اُنکی فیصدی نسبت کیا ہے اور کتنی کمی رہی۔ اِن دو گوشوارون مین ایک گوشوارہ یہ ہے :-

اس گوشوارہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ تمام ہندوستان مین ۱۴۴۱ ۵ مسلمان ڈگری یافتہ ہونے چاہیئے تھے مگر اُنکی تعداد صرف ۴۴ ۵ ہے ۹۵ ۴۸ کی کمی ہے - دوسرے لفظون مین آپ اسکو یون سمجھیئے کہ ازروے نسبت آبادی کے سَو مسلمانون مین دس نے ڈگری حاصل کی اور نوّے کی کمی رہی یعنی جسقدر حصہ اُنکو تعلیم مین لینا چاہیئے تھا اور بلحاظ اپنی آبادی کی نسبت کے ہندؤن کے برابر ہونا اُسمین اُنھون نے دسوان حصہ حاصل کیا اور نو حصے اپنی غفلت سے کھوے -

پانچوان گوشوارہ یہ ہے :-

اِس گوشوارہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ تیئس ۲۳ فیصدی مسلمانون کو ڈگری حاصل کرنی چاہیئے تھی اُسمین صرف ۵ ، ۳ مسلمانون نے ڈگری حاصل کی - اگر بلحاظ علوم وفنون کے دیکھیے تو اُنکی نسبت یہ ہے :- علوم عامہ مین ۹ ، ۲۹ مین صرف ۹ ، ۳ - اور قانون مین بجاے ۲۹ کے صرف ۲ ، ۳ - اور ڈاکٹری مین ۳ ، ۳۰ مین ۷ ، ۲ - اور انجینیری مین بجاے ۲۹ کے صرف ۵ ، ۲ فی صدی ڈگری یافتہ ہین اور اگر بلحاظ صوبون کے دیکھیے تو یہ حال ہے کلکتہ مین بجاے ۹ ، ۵۴ کے ۴ ، ۳ - اور مدراس مین بجاے ۸ ، ۶ کے ۹ ، ۲ بمبئی مین ۵ ، ۲۱ کی جگہہ ۲ ، ۱ - اور پنجاب مین بجاے ۹ ، ۱۰ کے ۵ ، ۲ مسلمان فیصدی ڈگری یافتہ ہین یعنی ہر ایک صوبہ مین اُس نسبت سے کم ہین جو ازروے آبادی کے بمقابلہ ہندؤن ہونی چاہیئے تھی - البتہ الہ آباد مین ترقی ہے کہ ازروے آبادی کی نسبت کے ۲ ، ۱۱ فیصدی مسلمان ہونے چاہئین - مگر مسلمان ڈگری یافتگان کی نسبت فیصدی ۶ ، ۱۷ ہے والحمد للہ

علی ذلک۔

معذرت اور التماس امر کی کہ تعداد و نقشہ جات اور گوشوارہ جات سے معلوم ہوتی ہے اور اس سے نتائج ظاہر ہوتے ہین اُنپر غور و تعمق کیا جاوے۔

۴۷ - حضرات - اگرچہ مین نے آپکی بہت سمع خراشی کی مگر جتنا کہنا تھا بیان کرنا چاہیے وہ مین بیان نہ کر سکا - مگر چونکہ میرا بیان زبانی اور منطقی دلیلون پر مبنی یا بلحاظ فصاحت و بلاغت کے جوش دلانے والا نہین ہے جسکے لیے مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت ہو یا جسکا اثر اس مجلس کے منتشر ہونے سے جاتا رہے - بلکہ علم الاعداد پر اسکی بنیاد ہے اور اعداد اور ہندسون سے بھرا ہوا ہے - جتنا کوئی اُسے غور سے دیکھیگا اور جتنا خلوت مین بیٹھکر اُس پر تامل کی نظر ڈالے گا اُسیقدر اُسکو نتیجے تعلیم کے زیادہ صحیح اور مسلمانون کے حق مین زیادہ دردناک نظر آوینگے - اے حضرات - آپ یقین جانیے کہ میری غرض اس لکچر کے دینے سے ہرگز یہ نہ تھی اور نہ ہے کہ مین قابلیت کا اظہار کرون یا تھوڑی دیر کے لیے دل خوش کن یا دل خراش لفظون مین تقریر کرکے مجلس گرم کرون - نہ تو مجھہ مین اسکی قابلیت ہے نہ مین اس میدان کا مرد ہون - میرا مقصد صرف واقعات اصلی کا تحقیق کرنا اور اصلی حال کا دریافت کرنا تھا - اُسکو مین نے کئی مہینون کی محنت مین تحقیق کیا اور جو کچھہ مجھے معلوم ہوا آپکے سامنے پیش کر دیا - اسمین مین نے اپنی راے کو بالکل دخل نہین دیا اور نہ علم الاعداد مین راے کی حاجت ہے - مین نے جو نتیجے دریافت کیے وہ آپکو سنا دیے اور ایک ایسا رکارڈ اپنی محنت سے طیار کر دیا کہ غالباً نہ صرف اسوقت اور نہ صرف مسلمانون کے غور کے قابل ہو بلکہ آئندہ اور ہمیشہ دوسری قومین اور گورنمنٹ بھی اُسپر غور کرین - ہان ایک

عام نتیجہ جو اس سے نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان بلحاظ اعلیٰ تعلیم انگریزی کے نہایت پست حالت مین ہین اور گو وہ پچھلے دنون کی بہ نسبت اب کچھہ تعلیم کی طرف متوجہ ہین مگر بلحاظ اُس عزت کے جو اُنکو اگلے زمانہ مین حاصل تھی اور بلحاظ اُس ناموری کے جو اُنہون نے علم مین پائی اور بلحاظ اُس ضرورت کے جو دنیا مین باعزت رہنے کے لیے اُنکو ہے اور بنظر اُس نسبت جو اُنکو اپنی آبادی کے لحاظ سے بمقابلہ ہندون کے حاصل کرنی چاہیے اور بخیال اُس تعلیم کے جو اُنکی ہونی لازم ہے اب بھی اُنکی حالت قابل اطمینان کے نہین ہے - اور نہ ابھی اُمید کی صورت نظر آتی ہے - وہ تعداد جو باوجود اُس شور شغب کے جو مسلمانونکی تعلیم کی نسبت ہو رہا ہے مسلمان ڈگری یافتگان کی اسوقت ہم دیکھتے ہین اسقدر کم ہے کہ اگر بہت جلد اُسمین ترقی اور مسلمانون نے تلافیِ مافات نہ کی تو مرض علاج سے گزر جاوے گا اور سوا سے ... اور افسوس کرنے کے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی -

خاتمۂ لکچر - ۳۷ - اے حضرات - اس تمام بحث مین اور ان مختلف ہندسون کے بیان کرنے مین مین نے الہ اباد کی یونیورسٹی سے جو صوبہ متعلق ہین یعنی ممالک مغربی و شمالی و اودہ اور جیسی ترقی تعلیم مین اس صوبہ کے مسلمان کر رہے ہین اُسکا خاص جیسا بیان کرنا چاہیے تھا نہین کیا - اور نہ اُسکی ترقیِ تعلیم کے اسباب کا ذکر کیا - اگرچہ یہ ایک طور سے حق کا چھپانا ہے مگر اس خیال سے کہ میرے نزدیک یہ نتیجہ مدرسۃ العلوم علیگڈہ کا ہے اور ثمرہ میرے والد کی بے نظیر کوششون کا - اسلیے مجھے اپنی زبان سے اُسکا بیان کرنا اور اُسپر زیادہ زور دینا پسند نہوا - سوا اسکے مدرسۃ العلوم کی حالت اور اُسکے

سبب ہے جو ترقی تعلیم میں ہوئی اُسے میرے بھائی اور آپ کی مجلس کے پریذیڈنٹ نواب محسن الملک بہادر بیان کرینگے میں نے اسے اُن پر چھوڑ دیا ہے اور میں یاد دلا دون کیا بیان کر سکتا ہے - یہ ہند سے خود ہر صوبہ کی حالت آپ بیان کر رہے ہین اور اُسکے نتیجے خود اُن سے ظاہر ہوتے ہین - اور اُسکے اسباب آپ پر ظاہر ہین - بہر حال اس سارے غم کی کہانی میں یہ ایک فقرہ دل خوش کن ہے کہ جب سے اس صوبہ مین مسلمانون نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس قائم کی اور جب سے مدرسۃ العلوم مسلمانون نے قائم کیا بہت بڑا انقلاب مسلمانون کی حالت مین بلحاظ تعلیم کے ہوا - علم کا بہت کچھ چرچا ہوا اور اس صوبہ کے مسلمانون نے تعلیم مین اپنا واجبی حصہ حاصل کیا - والحمد للہ علی ذالک حمداً کثیراً - اے صاحبو - اب اخیر مین اُس فقرہ کو دوہراتا ہون جو اس لکچر کے آغاز مین مین نے بیان کیا تھا کہ آئندہ اشاعت تعلیم انگریزی کی مسلمانانِ ہند کے لیے کیا توقعات ہین - وہ توقعات اس لکچر سے ظاہر ہین پس اگر تعلیم انگریزی کا سودمند ہونا قرار دیا گیا تو آئندہ کے لیے کیا تجویزین کرنی چاہئین - اسکے متعلق مین خود کچھ نہ کہون گا - مین اسے آپ پر چھوڑتا ہون - آپ لوگ خود کوئی تدبیر کیجیے - اور اس درد کو اگر مہلک سمجھتے ہین تو اُسکا علاج فرمائیے - یہ ایک قومی مسئلہ ہے اور قومی معاملہ مین ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی راے اُسپر ظاہر کرے اور اپنی اپنی مرضی کے موافق کاربند ہو - اور ہمت کی کمر باندھ کر مستعد ہو اور اپنی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے اور پار لگانے کی کوشش کرے اور ایک سچے مسلمان کے موافق دنیا اور دین کی عزت حاصل کرنے کے لیے اپنی قوم کے نوجوانون کی بہبودی اور ترقی اور عزت کی فکر کرے یا اپنی غفلت اور کاہلی کو دینداری کے

پردہ مین چھپا کر اس صوفیانہ اور فلسفیانہ قول پر عمل کرنے کا دعوے کرے :۔ ہ

قوی شدیم چہ شد ناتوان شدیم چہ شد	چنین شدیم چہ شد یا چنان شدیم چہ شد
بلند و پست جہان را چو اعتباری نیست	زمین شدیم چہ شد آسمان شدیم چہ شد

تمت بالخیر

اپینڈکس یعنی ضمیمہ

لکچر

سید محمد محمود اسکوئر بارسٹر ایٹ لا دربارۂ اشاعت علوم انگریزی

مسلمانان ہندوستان مین

جسمین

نقشجات متذکرہ دفعہ ۶۵ لکچر مذکور شامل ہین

در مطبع مفید عام آگرہ طبع شد

فہرست نقشجات متذکرہ دفعہ ۶۵ لکچر سید محمود

اسکوئر بارسٹر ایٹ لا

نقشہ اوّل

نتیجہ امتحانات ڈگریات یونیورسٹی کلکتہ من ابتداے ۱۸۵۸ء لغایت ۱۸۹۳ء منقسم بہ قرون شش سالہ بتفصیل ہندو و مسلمان ڈگری یافتگان کے۔

نقشہ دوم

نتیجہ امتحانات ڈگریات یونیورسٹی مدراس من ابتداے ۱۸۵۸ء لغایت ۱۸۹۳ء منقسم بہ قرون شش سالہ بتفصیل ہندو و مسلمان ڈگری یافتگان کے۔

نقشہ سوم

نتیجہ امتحانات ڈگریات یونیورسٹی بمبئی من ابتداے ۱۸۶۲ء لغایت ۱۸۹۳ء منقسم بہ قرون شش سالہ بتفصیل ہندو و مسلمان ڈگری یافتگان کے۔

نقشہ چہارم

نتیجہ امتحانات یونیورسٹی پنجاب من ابتداے ۱۸۸۲ء لغایت ۱۸۹۳ء منقسم بہ قرون شش سالہ بتفصیل ہندو و مسلمان ڈگری یافتگان کے۔

نقشہ پنجم

نتیجہ امتحانات ڈگریات یونیورسٹی الہ آباد من ابتدائے ۱۸۸۹ء غایت ۱۸۹۳ء۔

نقشہ ششم

نسبتی ترقی اعلیٰ تعلیم انگریزی علوم عامہ مین مابین ہندوان و مسلمانون کے یونیورسٹی ہائے ہندوستان مین من ابتدائے ۱۸۵۸ء لغایت ۱۸۹۳ء باعتبار مابعد قرون شش سالہ کے۔

نقشہ ہفتم

نسبتی ترقی اعلیٰ تعلیم انگریزی یونیورسٹی ہائے ہند مختلف علوم و فنون مین مابین ہندو و مسلمانان بابت ۳۶ سال من ابتدائے ۱۸۵۸ء لغایت ۱۸۹۳ء باعتبار ما بعد قرون شش سالہ کے

نقشہ ہشتم

نسبتی ترقی اعلیٰ تعلیم انگریزی مختلف علوم و فنون انگریزی مین مابین ہندو و مسلمانان برٹش انڈیا بابت ۳۶ سال من ابتدائے ۱۸۵۸ء لغایت ۱۸۹۳ء۔

تمت بالخیر